اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا

ماہنامہ

مصباح

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

★

سالانہ چندہ
۶ روپے

قیمت فی پرچہ
۸ آنے

* معصوم بھولے بھالے *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اقدس المصلح الموعود
ایدہ اللہ تعالی کے نور سے
صاحبزادگان مغفور احمد و
مسرور احمد صاحبان ابنا
صاحبزادہ مرزا منصور احمد
صاحب بڑے صاحبزادہ
مرزا مغفور احمد صاحب

★ ★ ★

اشعار اور لطائف
بچوں کے صفحہ میں ملاحظہ
فرمائیں

★ ★ ★ ★ ★

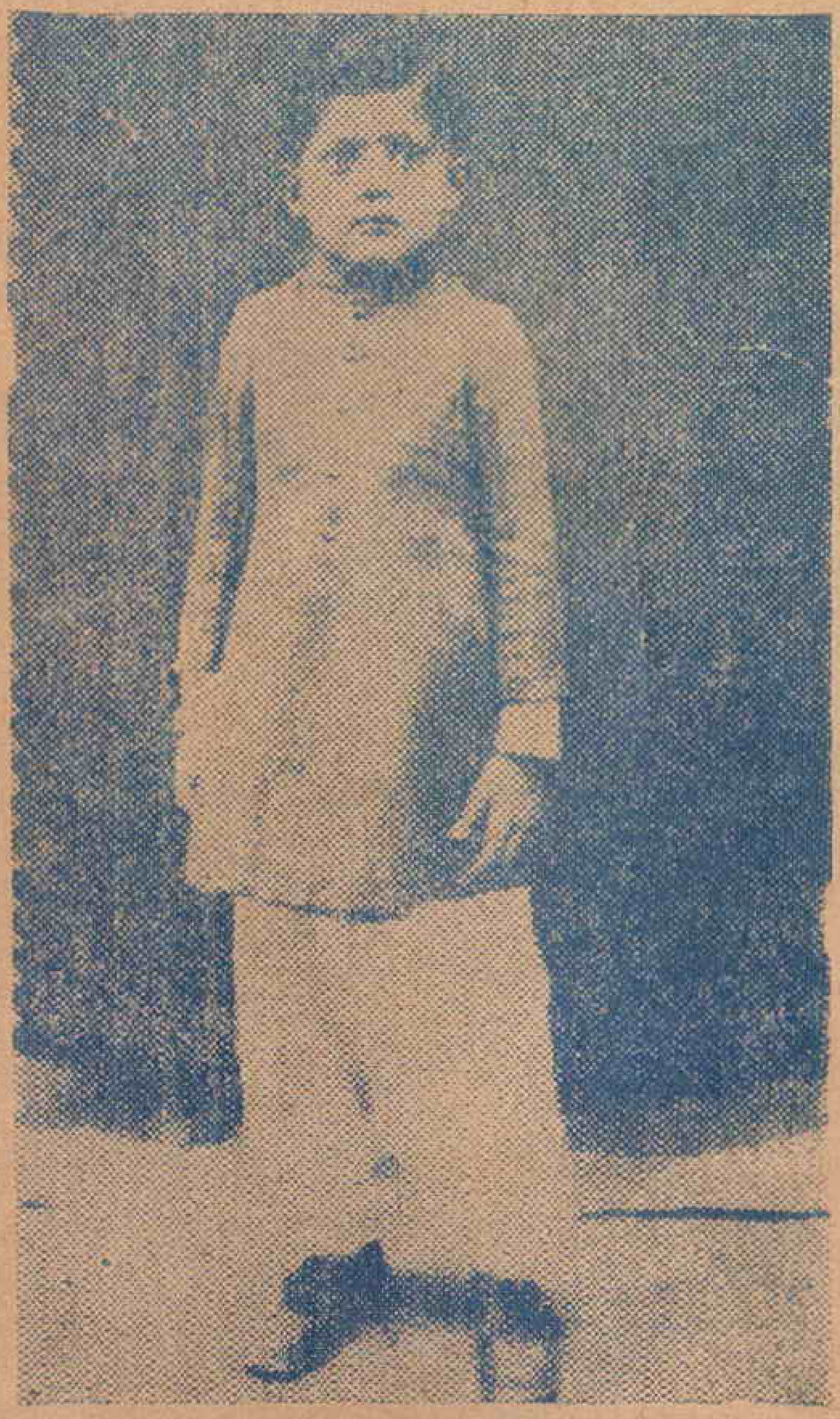

عزیز محمود انور ابن ماسٹر محمد عمر صاحب
انور بنگوی - بلاک ۴ سرگودھا
عزیز موصوف کی عمر ۴ جون ۱۹۵۲ کو
پانچ سال ہوچکی ہے اس چھوٹی عمر میں
اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
کئی فارسی اشعار حفظ ہیں - نماز یاد ہے
اسی طرح سلسلہ کے مسائل یاد رکھنے میں
خوب شوق رکھتا ہے اسکی بھولی بھالی
باتیں اور کچھ اشعار بچوں کے صفحہ
میں ملاحظہ فرمائیں

★ ★ ★

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ

ماہنامہ

مصباح

جلد ۲۴ ـــــــ نمبر ۷

احمدی مستورات کا علمی، مذہبی و ادبی رسالہ

زیرِ انتظام

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

بابت ماہ

وفا ۱۳۳۱ ہش ✦ جولائی ۱۹۵۲ء

مُدیرہ

امۃ اللہ خورشید

مندرجات

شذرات ، مدیرہ ، ۲
پیارے نبی کی پیاری باتیں ، سعیدہ لاہور ، ۴
ملفوظات و ذکرِ حبیبؑ ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ، ۵
مقتبسات ، حضرت سیدہ اُمّ داؤد احمد صاحب ، ۶
عربی نظم ، مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی ، ۸
اُردو نظم ، محترم اکمل صاحب ، ۹
حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا ، عزیزہ رضیہ صاحبہ ، ۱۰
صداقتِ احمدیت کی مجسم دلیل ـــ } محترم خواجہ غلام نبی صاحب ، ۱۲
حضرت اُمّ المومنینؓ کا وجود باجود }
معصومیت ، ۱۵
جناب ایکسپریس میں دلچسپ گفتگو ، امۃ اللطیف شرما صاحبہ ، ۱۷
اُردو نظم ، انور نظامی صاحب ، ۲۲
اعلانات لجنہ اماء اللہ ، ۲۳
بچوں کی بیماریاں ، امۃ القدوس صاحبہ فسٹ ایر ، ۲۵
خداوند مجھے کو دریا سے بچا لایا ، } مترجمہ مسعود حسین صاحب میرٹھی
ایک امریکن سپاہی کی دردناک کہانی } جامعۃ المبشرین ربوہ ، ۲۷
امریکہ کی احمدی بہنوں کا اخلاص و عمل ، بیگم صاحبہ چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر واشنگٹن ، ۳۱
موت ، نصرت قیوم صاحبہ بٹالوی ، ۳۵
ایک مشاعرہ میں شمولیت کی دعوت پر ، جناب مولوی ظفر محمد صاحب ظفر پروفیسر جامعہ احمدیہ ، ۳۶
کچھ اللہ والوں کی باتیں ، انور سلطانہ صاحبہ لاہور ، ۳۷
بزمِ مصباح ، ۳۹
کشیدہ کاری ، ۴۰

سالانہ چندہ :- چھ روپے ✦ قیمت فی پرچہ :- آٹھ آنے

(شیخ خورشید احمد شاد پرنٹر و پبلشر نے پنجاب الیکٹرک پریس لائلپور میں چھپوا کر دفتر مصباح ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

بچوں کا پروگرام

۱- ادارہ مصباح نے اس ماہ سے یہ اہتمام کیا ہے کہ "معصومیت" کے عنوان کے ماتحت بچوں کے لطائف، کہانیاں اور دینی مسائل شائع کئے جائیں۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ احمدی بچوں کو دینی مسائل حفظ کرنے میں شوق پیدا ہو۔ چنانچہ اس شوق کو زیادہ کرنے کے لئے ہم نے اُس بچے کا فوٹو شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ زیرِ نظر شمارہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو صاحبزادگان اور محمود احمد انور کی تصاویر شائع کی جا رہی ہیں۔ ان کے اشعار، لطائف اور کہانیاں بچوں کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

لطائف سے ہماری مراد صرف وہی باتیں ہیں جو بچہ معصومانہ انداز میں مختلف اشیاء سے تاثرات لیکر کرتا ہے۔ اس طرح بچے کے طبعی رجحان اور ذہنی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلئے بچوں کے لطائف بھجوانے والے والدین سے ہم درخواست کریں گے کہ وہ لطائف میں صرف اپنے بچے کی بھولی بھالی باتیں ہی بھجوایا کریں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ بچوں کے صفحات کو زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔ اسلئے ہم تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے مشوروں سے مطلع فرمائیں۔

فریضۂ تبلیغ

۲- ادارہ مصباح نے احمدی بہنوں میں شوقِ تحریر پیدا کرنے کیلئے انعامی مضامین لکھائے جانے کا اعلان کیا تھا۔ سب سے پہلا انعامی مضمون "اسلامی پردہ" مقرر کیا گیا تھا جس میں صالحہ خاتون صاحبہ اہلیہ رحمت علی صاحب آف راولپنڈی اول آئی تھیں۔ ان کا مضمون ماہ اپریل میں شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صالحہ خاتون صاحبہ کو دس روپیہ کی کتب انعام میں بھجوائی جا چکی ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ احمدی بہنوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں دی اور جتنی تعداد میں اس مضمون میں شرکت کی توقع تھی اتنی تعداد میں بہنیں شریک نہیں ہوئیں۔ حالانکہ بہت سی ایسی لکھی پڑھی بہنیں موجود ہیں جو اگر ذرا توجہ کریں تو بہت اچھا مضمون لکھ سکتی ہیں۔ میں ان بہنوں سے یہی عرض کروں گی کہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی تمام ضروریات پر دینی ضروریات کو مقدم رکھیں۔ فریضۂ تبلیغ جس طرح مردوں پر فرض ہے اسی طرح عورتیں بھی اس میں برابر کی حصہ دار ہیں۔ اگر ہم نے اس جہت سے اسی طرح غفلت برتی تو قیامت کے دن جب ہم سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اے احمدی عورتو! بتاؤ تم نے کتنی گمراہ عورتوں کو ہدایت کا راستہ بتایا؟ اُسوقت ہمارا کیا جواب ہوگا؟ کیا ہماری نجات کیلئے یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ خدایا! ہمارے مردوں نے خوب تبلیغ کی۔ مرد احمدی ہوتے تو ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی احمدی ہو جاتیں۔ ہم تو اپنا سارا وقت اپنے بچوں، مردوں اور اپنے نفس کی خدمت میں صرف کرتی رہیں۔ کیا ہمارا نفس اس دُنیا میں ہمارے اِس جواب سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ آخرت میں ہم اس سے نجات پکڑ سکیں؟ پس سوچیں اور غور کریں کہ اگر طبقہ نسواں ہماری کوتاہی کی وجہ سے نورِ ہدایت سے محروم رہا تو یہ ہمارا ناقابلِ معافی جرم ہوگا۔ مردوں کی رسائی تو اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حلقۂ عمل ملک ہی ہو سکتی ہے۔ عورتوں کے حلقۂ عمل میں تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنا ہمارا کام ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت اور پورے ایمان اور وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اگر ہم عورتوں کو احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کر دیں تو احمدیت کی فتح بہت قریب آ سکتی ہے۔

ان اسلام کے دعویداروں سے!

۳- گروہِ احرار نے کچھ عرصہ سے احمدیت کے خلاف تحریر و تقریر میں جس کذب بیانی، افترا پردازی اور دشنام طرازی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے طبقۂ شرفا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اور ان کی حرکات پر ہر جگہ نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان کی بڑھتی ہوئی امن سوز حرکات کی وجہ سے اب حکومت کو بھی اس شترِ بے مہار کو لگام دینے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ہم نے حکومت سے بار بار درخواست کی تھی کہ یہ گروہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی آڑ میں پاکستان کے داخلی امن کو برباد کر کے بدباطن دشمن کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتا ہے اس لئے اس کا بروقت انسداد کیا جائے۔ ہمیں تو اس گروہ کی مخالفت کی نہ پہلے پرواہ تھی اور نہ اب ہے۔ کیونکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ پہلے بھی جب اس گروہ کی جیبیں خالی ہوئیں تو اس نے یہ طریق اختیار کیا تھا، اب بھی اس نے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ پہلے بھی یہ گروہ سوائے مالی فائدہ کے ہر رنگ میں بری طرح ناکام و نامراد رہا اب بھی اسے پہلے سے زیادہ ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ جو شخص یا جو جماعت یا جو گروہ بھی الٰہی سلسلہ سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتوں کو ہمیشہ ہی ان حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اسلئے ہمیں تو ان کے شور و شر کی قطعاً کوئی پرواہ نہ تھی۔ ہم نے جب بھی حکومت سے درخواست کی محض حکومت اور ملک کی خیر خواہی کے لئے اور حکومت کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلانے کیلئے ورنہ اہلِ حق کے نزدیک افہام و تفہیم کا صحیح طریق یہی ہے کہ ایک دوسرے کی باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنا جائے جو حق ہو اسکو قبول کیا جائے اور جو باطل ہو اسکو ترک کیا جائے۔ اگر احرار بزعم خویش حق پر ہیں اور احمدی باطل پرست تو انکو قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کے اعلانِ خداوندی کے ہوتے ہوئے اس غوغا آرائی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بھلا جس کے پاس اسلام اور قرآن جیسا زبردست ہتھیار موجود ہو اسکو دشنام طرازی اور حکومت کا سہارا لینے کی کیا ضرورت؟ احرار کا غوغا آرائی کا طریق اختیار کرنا بتاتا ہے کہ ان کے پاس قرآن اور اسلام کا ہتھیار نہیں ہے۔ یہ ہتھیار اب ہمارے پاس ہے۔ اس ہتھیار کے ہمارے پاس ہوتے ہوئے احرار تو کیا دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی ہتھیار سے اس سے پہلے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے دنیا کو قائل کیا تھا اور اب احمدیت جو فی الحقیقت اسلام کا حقیقی عکس ہے دنیا کو قائل کرے گی۔ احرار ایڑی سے لے کر چوٹی تک زور لگا لیں، حکومت کے دروازے کھٹکھٹائیں لیکن جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے آسمان میں کر لیا ہے وہ اٹل ہے۔ احمدیت غالب ہو کر رہے گی، دنیا اسلام کے روشن چہرہ سے ایک دفعہ پھر روشناس ہوگی، اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی و روحی) کا بول پھر بالا ہوگا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

سعیدہ بنت اے آر ملک ۔ لاہور

• سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کھانا تنہا نوش نہ فرماتے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہتر کھانا وہ ہے جس پر بہت سے ہاتھ ہوں۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائیوں کے ساتھ کھاتا ہے تو پھر اُس سے حساب نہیں لیا جاتا۔

• سرورِ دو عالم جب چلتے تو قدم مبارک زور زور سے اُٹھاتے لیکن متکبّروں کی چال نہ ہوتی۔ آپؐ کی رفتار سے یہ معلوم ہوتا کہ گویا آپؐ بلندی سے نشیب میں اُتر رہے ہیں۔

• ایک دفعہ دربارِ رسالتؐ میں حضرت عمرؓ حاضر تھے، اور وہ کچھ کچھ دیر کے بعد دائیں بائیں نظر ڈالتے۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ کیا دیکھتے ہو؟ آپؓ نے عرض کیا کہ مجھے ایک شخص سے محبّت ہے اُسے دیکھتا ہوں مگر وہ مجھے اِس وقت نظر نہیں آتا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "جب تم کو کسی سے محبّت ہو تو اُس کا نام، اُس کے باپ کا نام اور مکان پوچھ لیا کرو۔ پھر اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کیا کرو۔ اور کسی کام میں ہو تو اس کی اعانت کرو۔"

• حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سرورِ دو عالمؐ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا۔ جب آپؐ چلتے تو یہ معلوم ہوتا کہ گویا زمین آپؐ کے قدموں کے نیچے سمٹ رہی ہے۔ ہم لوگ ہمراہ چل کر تھک جاتے تھے لیکن آپؐ پر تکان کا کچھ اثر نہ ہوتا۔ کیونکہ آپؐ کی یہ رفتار معمولی و طبعی ہوتی تھی۔

• حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے ساتھ حضورؐ کو بے حد محبّت تھی۔ ایک دفعہ قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہو گئی۔ چونکہ وہ ایک معزّز قبیلہ کی عورت تھی لوگوں نے حضرت اُسامہؓ کو اُس کا شفیع قرار دیا۔ آپؓ نے جب بارگاہِ نبویؐ میں سفارش کی تو ارشاد ہُوا کہ "اُسامہ! کیا تم حدودِ خداوندی میں بھی سفارش کرتے ہو؟" پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ "پچھلی اُمتوں میں بھی یہ بات پیدا ہو گئی تھی کہ اگر کوئی معزّز شخص کسی قصور کا مرتکب ہوتا تو اُس کو چھوڑ دیا جاتا اور اُس سے چشم پوشی کی جاتی۔ اور غریب لوگوں سے کوئی قصور ہو جاتا تو وہ سزا یاب ہوتے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اُس کے ہاتھ کاٹے جاتے۔"

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا۔ "قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اُس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیۂ نفس کے واسطے صحبتِ صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاقِ رذیلہ دُور کرنے چاہئیں اور جو راہ پر چل رہا ہے اُس سے راستہ پوچھنا چاہیئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املا درست نہیں ہوتا ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے۔" (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ صفحہ ۹)

فرمایا "رات کے وقت جب سب طرف خاموشی ہوتی ہے اور ہم اکیلے ہوتے ہیں اسوقت بھی خدا کی یاد میں دل ڈرتا رہتا ہے کہ وہ بے نیاز ہے۔"

فرمایا "جب انسان کو دولت حاصل ہو جاتی ہے اور عجز و مصیبت کی حالت نہیں رہتی تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے وہ کامل ہے ؎

چوں بدولت برسی مست نگردی مردی

ذکرِ حبیبؑ

میں ابھی لاہور میں ملازم تھا کہ ایک رخصت کے موقع پر میں قادیان گیا۔ میری والدہ صاحبہ بھی میرے ساتھ تھیں اور انہوں نے اسی سفر میں قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ تین چار روز قادیان میں رہکر جب ہم واپس لاہور جانے لگے اور ایک یکہ ہماری سواری کیلئے مسجد مبارک کے صحن میں آگیا اور حضرت صاحبؑ کو اطلاع ہوئی کہ مفتی صاحب اور انکی والدہ واپس جا رہی ہیں تو حضورؑ بھی ہمکو رخصت کرنے کیلئے اپنے مکان سے باہر تشریف لائے۔ ہم یکہ کے پاس کھڑے تھے اسی وقت لنگر خانہ سے ایک آدمی چند روٹیاں اور ایک پیالہ سالن کا لیکر آیا اور مجھے کہا کہ یہ آپ کے راستہ کے واسطے ہے حضورؑ نے جب دیکھا تو لنگر خانہ کے آدمی کو کہا کہ مفتی صاحب یکہ پر بیٹھے ہوئے یہ روٹیاں اور سالن کس طرح لیجائینگے تم کو چاہیئے تھا کہ انکو کسی کپڑے یا رومال میں باندھ کر لاتے۔ یہ کہکر حضورؑ نے اپنی دستار مبارک کو ایک طرف سے پکڑا اور ایک کپڑا اسمیں سے پھاڑ کر دیا کہ اسمیں روٹیاں اور سالن باندھ دو۔ چنانچہ لنگر خانہ کے خادم نے باندھ کر مجھے دیا۔ یہ حضورؑ کی مہربانیاں اور شفقتیں اپنے خادموں پر تھیں۔ (محمد صادق۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقتبسات

(پیش کردہ :- محترمہ سیّدہ اُمّ داؤد احمد صاحب)

(۱)

تفسیر کبیر جلد اوّل ۔ جزء اوّل ص۲۷

"شاید اس جگہ کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اسلام نے بھی تو حجاز میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کا داخلہ منع کیا ہے ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک اسلام نے حجاز میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کا داخلہ منع کیا ہے لیکن اس کا اثر دُنیا کے اقتصادی معاملات پر نہیں پڑتا ۔ حجاز ایک وادی غیر ذی زرع ہے ۔ جہاں نہ کچھ پیدا ہوتا ہے نہ اُگتا ہے ۔ پس اس علاقہ کے ساتھ دُنیا کے کھانے پینے کا تعلق نہیں ۔ جس علاقہ میں نہ فصل ہوتی ہے نہ میٹھا پانی ملتا ہے اقتصادی ضرورتوں کے لئے لوگوں نے وہاں جا کر کرنا کیا ہے وہاں تو وہی لوگ جا کر بسنے کی خواہش کرینگے جنکو اس جگہ سے مذہبی لگاؤ ہو ۔ اور وہ لوگ خواہ کسی قوم کے ہوں اس جگہ جا سکتے ہیں ۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اپنی اوّل اور آخر مسجد کے لئے اس وادی غیر ذی زرع کو چُنا ہی اسلئے تھا تا کہ اسکے مذہبی نظام کے قیام کے لئے دوسرے مذاہب کو اس سے روکا جائے تو کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ اس طرح ہمیں دُنیوی فوائد اور ثمرات سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ کعبہ کو کسی سر سبز جگہ بنایا جاتا ۔ مگر ایسا ہوتا تو دوسرے مذاہب کے لوگ دُنیوی فوائد سے محروم رہ جاتے یا پھر اسے دین کے لئے محفوظ قلعہ نہ بنایا جا سکتا۔"

(۲)

تفسیر کبیر جلد اوّل ۔ جزء اوّل ص۳۲۹

"ابلیس ۔ حلّ لغات میں بتایا جا چکا ہے کہ ابلیس بَلَسَ اور اَبْلَسَ سے بنا ہے ۔ اَبْلَسَ کے معنے ہیں (۱) نیکی کا مادہ کم ہو گیا (۲) ہمت ٹوٹ گئی اور غمگین ہو گیا ۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا ۔ (۴) حیران رہ گیا اور اسے کوئی راہ کام کی نظر نہ آئی ۔ ان معنوں کے رُو سے ابلیس کے معنے ہوئے وہ ہستی جس میں نیکی کا مادہ کم ہو گیا اور بدی کی طاقتیں زیادہ ہو گئیں ۔ جس کی ہمت ٹوٹ گئی اور ناکامی کے غم نے اُسے دبا لیا ۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا ۔ جس نے اپنے مقاصد کے پانے کے لئے کوئی راستہ کھُلا نہ پایا اور حیران رہ گیا ۔ ان معنوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ یا تو یہ نام صفاتی طور پر کسی ایسی رُوح کو دیا گیا ہے جو اس قسم کی کیفیات اپنے اندر رکھتی ہے اور یا پھر یہ نام کسی ایسے انسان کا ہے جس کا نام خواہ کچھ ہو مگر اسکی دلی کیفیت کے لحاظ سے وہ اس قسم کے نام پانے کا مستحق تھا ۔ اور قرآن کریم نے اسے یہ نام دیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳)

تفسیر کبیر جلد اوّل ۔ جزء اوّل صفحہ ۳۴۸

"اسلام دائمی عذاب کا قائل نہیں ۔ بلکہ دوزخ کو ایک شفاخانہ کی طرح قرار دیتا ہے جس میں لوگ صرف اصلاح کیلئے داخل کئے جائیں گے ۔ اسلام کا خدا غیظ اور کینہ کے طور پر انتقام نہیں لیتا بلکہ وہ سزا کی یہ وجہ بیان فرماتا ہے کہ انسان کی اصلاح ہو جائے ۔ جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے ۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں کوئی بھی دوزخی نہ رہے گا اور نسیم اس کے دروازے ہلائے گی۔"

(۴)

تفسیر کبیر جلد اوّل ۔ جزء اوّل صفحہ ۳۴۹

"گو یہ واقعہ کسی پچھلے زمانہ میں انسانی نسل کے کسی خاص جد کے ساتھ بھی گذرا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بیان فرمانے میں ایک ایسا رنگ اختیار کیا ہے جس سے ہر ایک مسلمان نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سی باتوں کا ذکر بطور قصہ کے نہیں کیا بلکہ ایسے الفاظ میں ان کو ظاہر کیا ہے کہ جنہیں ہر انسان اپنے پر چسپاں کر سکے ۔ مثلاً یہ کہ اسماء کی نسبت نہیں بتایا کہ وہ کیا تھے ۔ نہ شجرہ کی نسبت بیان کیا کہ وہ کونسا تھا۔ پھر جہاں آدمؑ کو بہکانے والے کا ذکر ہے وہاں ابلیس کی جگہ شیطان کا لفظ رکھ کر بتا دیا ہے کہ ابلیس کے اظلال چاروں طرف موجود ہیں تا یہ واقعہ لوگوں کیلئے نصیحت اور فائدہ کا موجب ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ ایک قصہ کے طور پر اسے پڑھیں ۔۔۔۔ ہر ایک انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ آدم ہے ۔ ملائکہ کو جو دنیا کے روحانی نظم و نسق کو قائم رکھنے کے لئے ایک واسطہ کے طور پر پیدا کئے گئے ہیں انہیں اس کی مدد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ملائکہ جن اشیاء کے نگران ہیں وہ سب انسان کی مدد کرتی اور اسکی زندگی کو بآرام بنانے میں کارآمد ہوتی ہیں۔ لیکن بعض شریر لوگ دوسرے بھائیوں کا سُکھ دیکھ نہیں سکتے ۔ وہ شیطان بن کر ان کو اس روحانی جنت سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہر ایک انسان کو اُس کی پیدائش سے ملا ہے اور بہت کچھ دُکھ دیتے ہیں ۔ لیکن وہ جو آدمؑ کی طرح اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور اس سے اپنی مصیبت کے دُور کرنے کی التجا کرتا ہے آخر کامیاب ہو جاتا ہے اور ہر خوف و حزن کی حد سے باہر نکل جاتا ہے ۔ لیکن جو لوگ آدم کے نقشِ قدم پر نہیں چلتے بلکہ ان ابتلاؤں میں اُن کے قدم لڑکھڑا جاتے اور شیطان سے صلح کر لیتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو رد کر دیتے ہیں ۔ وہ دُکھ میں پڑ جاتے اور ہلاک ہو جاتے ہیں ۔ ہر ایک سورج جو چڑھتا ہے اِس واقعہ کو بار بار دُہرا رہا ہے لیکن نادان انسان جو خود ہزاروں خطرناک بدیوں میں مبتلا ہوتا ہے آدمؑ پر اظہارِ افسوس کرتا ہے کہ اس نے شیطان کا کہنا کیوں مانا ۔ حالانکہ آدمؑ بھول کر ایک غلطی کا مرتکب ہوا تھا اور یہ معترض اپنے دل میں شیطان کو لئے بیٹھا ہوتا ہے اور آدمؑ پر اعتراض کرتے ہوئے نہیں شرماتا ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابیات بر وفات خدیجۂ احمد حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا

محترم مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی

فُجِئَتْ عَشَائِرُنَا بِظَعْنِ حَيَاتِهَا ضَنُكَتْ مَعِيْشَتُنَا بِحُزْنِ مَمَاتِهَا

خُتِمَتْ بِهَا وَبِشَانِهَا كُلُّ مِدْحَةٍ حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهَا وَصِفَاتِهَا

وَكَفَتْ لِأُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ سِيَادَةً إِذْ كَانَ خَيْرُ الْخَلْقِ مَنْبَتُ ذَاتِهَا

لَوْلَا الْعِيَاذُ بِرَبِّنَا مُتَكَفِّلًا ضُرِمَتْ عَلَيْنَا حَوَادِثُ بِوَفَاتِهَا

يَا لَيْتَ يُمْكِثُهَا الزَّمَانُ بِنَا مَعًا هِيَ مَلْجَأٌ لِعُرَاتِهَا وَحُفَاتِهَا

فَمَنِ الَّذِي حَازَ الْعَوَارِفَ مِثْلَهَا لِلّٰهِ دَرُّ خَدِيْجَةٍ وَهُدَاتِهَا

أَسَفًا عَلَى الْأَعْصَارِ هَبَّ لِرَوْضَةٍ جُنِحَتْ إِلَى قُطُوْفِهَا بِصِلَاتِهَا

نَدْعُوْا سَلَامَةَ أَهْلِهَا بِكَرَامَةٍ لَا رَيْبَ أَنَّ مَسِيْلَنَا بِفُرَاتِهَا

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى مَآثِرِ أُمِّنَا

فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْدَ مَمَاتِهَا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ ظالم تو ستم احمدی بیکس پہ نہ کر!

محترم اکمل صاحب

جب کوئی زائرِ کدعہ مجھے مل جاتا ہے
دلِ پژمردہ مرا پھول سا کھل جاتا ہے

حُسن و احسان کا یہ اعجازِ مسیحائی ہے
تیری محفل میں جو آتا ہے خجِل جاتا ہے

لوحش اللہ یہ ترا حُسنِ بیانِ قرآں
جان قرباں ہوئی جاتی ہے دل جاتا ہے

نکتہ چیں عیب نکالے تو نتیجہ ظاہر
رُخِ انور کیلئے بن کے وہ تل جاتا ہے

رشتہ تقدیر کا جب سوزنِ تدبیر میں ہو
زخم جو سینے پہ آتا ہے وہ سِل جاتا ہے

دیکھ ظالم تو ستم احمدی بےکس پہ نہ کر
آہِ مظلوم سے تو عرش بھی ہل جاتا ہے

ناز کر اپنی جوانی نہ ہمہ دانی پر
گُلِ خوش رنگ بھی آخر تو گل جاتا ہے

بزمِ محبوبِ خداوندِ علا میں اکمل
رازِ سربستہ کطیِّ السجل جاتا ہے

اصلی اکسیر اٹھرا حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں۔ فی شیشی ۸/۲ مکمل کورس ۲۵ روپے
ملنے کا پتہ: طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس نمبر ۲۸۹ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا

رضیہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر
خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ

آج حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بے شمار بچوں کو غمگین اور حسرت زدہ چھوڑ کر مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ٥

بلانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مَیں تو آپؓ کی شفقت اور محبتِ مادرانہ کی وجہ سے اپنے آپکو آپؓ کی بیٹی ہی سمجھتی رہی ہوں۔ بچپن میں بھی اسی یقین کی وجہ سے ایک فخر سا پیدا ہو گیا تھا۔ اُس وقت یہ سمجھ ہی نہ تھی کہ حضرت امّاں جانؓ تو ہزاروں لاکھوں مومنوں کی ماں ہیں۔ آپؓ کی شفقت محبت بہت وسیع ہے۔ بچپن تو غفلت و بے فکری کا زمانہ تھا مگر جب مصائب و رنج و غم کا وقت آیا، خصوصاً جبکہ والد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ وقت بھی حضرت امّاں جانؓ کی شفقت و نصائح کی وجہ سے قابلِ برداشت ہو گیا۔

میری والدہ مرحومہ بھی بہت صابر و شاکر، بہت مومن مخلص و دلیر خاتون تھیں اور ان کو حضرت امّاں جان مرحومہؓ سے خصوصاً اور سب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عموماً والہانہ عشق تھا۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے تو بیحد محبت تھی۔ (خدا تعالیٰ ان بابرکت وجودوں کو اپنی جناب سے ہی اس صدمۂ عظیم کی برداشت اور صبر جمیل عطا فرمائے اور آئندہ کوئی غم و فکر ان کے قریب نہ آنے دے۔ آمین ثم آمین)۔

حضرت اُمّ المومنینؓ کا تعلق اور لطف و کرم بھی ایک عجیب شان رکھتا تھا۔ مجھے ہمیشہ یہی شوق ہوتا کہ مَیں حضرت امّاں جان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاروں اور آپؓ مجھ سے کوئی خدمت لیں۔

حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا بھی ہمیں اپنے ہر قسم کے کام کا بہت بے تکلفی سے حکم دیتیں اور اکثر خدمت کا موقع عطا فرماتی رہتیں۔

اپنے والدین کو بھی دیکھتے تھے کہ وہ حضرت اُمّ المومنینؓ کی خدمت کو سب دوسرے کاموں سے زیادہ مقدّم سمجھتے۔ والد صاحب رضی اللہ عنہ جب بھی لاہور جاتے تو پہلے حضرت اُمّ المومنین کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپؓ نے اگر کچھ منگوانا ہوتا تو بتاتیں یا کوئی اور کام ہوتا تو اس کی ہدایت فرما دیتیں۔

حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ موقع سینے کی سعادت تو ہمیشہ والدہ صاحبہ مرحومہ اور عاجزہ کو حاصل ہوتی رہی۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں بہت مبارک زمانہ عطا فرمایا آئندہ لوگ اس وقت کو ترسیں گے۔ مگر ہم نے بھی شاید قدر کا جتنا حق تھا وہ ادا نہیں کیا۔ کبھی بار ایسا ہوا کہ مَیں حضرت امّاں جانؓ کا کوئی کام نہ کر سکتی تو نادم ہوتی۔ مگر آپؓ بڑی شفقت اور خوش خلقی سے اس ندامت کا احساس بھی مٹا دیتیں۔ آپؓ کے احسانات تو ہم پر بے شمار ہیں مگر ان کا لکھنا اور ترتیب دینا بہت مشکل ہے۔

غالباً پہلی جنگِ عظیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز، حضرت امّاں جان رضؓ اور سب خاندان بمبئی تشریف لے گئے تھے جب بمبئی سے واپس تشریف لائے تو حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا حسب معمول اپنے باغ میں تشریف لائیں (ہم لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن دنوں آپؓ کے باغ والے مکان میں رہتے تھے -) آپ چبوترے کی طرف سے بڑے کمرے کے دروازہ سے تشریف لائیں - والدہ صاحبہ وہیں بیٹھی کچھ کام کر رہی تھیں، آپؓ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں میں بھی وہیں تھی - اماں جانؓ نے دروازے میں قدم رکھتے ہی اپنی بلند و شیریں آواز میں فرمایا " السلام علیکم عزیزہ کی اماں " والدہ صاحبہ نے مصافحہ کیا - میں نے بھی سلام عرض کیا - تو آپؓ نے والدہ صاحبہ مرحومہ کے ہاتھ دیکھ کر اچانک فرمایا کہ تمہارے ہاتھ کیوں خالی ہیں؟ -

والدہ صاحبہ نے بتایا کہ میں نے کڑے بیچ کر دار الرحمت میں زمین خرید لی ہے - آپؓ نے فرمایا کہ یہ تو خیر اچھا کیا مگر تمہارے خالی ہاتھ مجھے اچھے نہیں لگتے - پھر آپؓ نے سونے کی چوڑیاں جو آپؓ نے بمبئی سے نئی خریدی تھیں اپنے دستِ مبارک سے اُتار کر والدہ صاحبہ کو پہنا دیں میں دیکھ رہی تھی ' پہلے والدہ صاحبہ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا پھر ایک دم اماں جانؓ کی طرف دیکھا، کچھ فکرمند ہو گئیں - حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو جب روپے ہوں گے دے دینا - مکان حضرت اماں جان کا ہی تھا اور شاید دس ماہ کا کرایہ قابلِ ادا ہو گا غالباً والدہ مرحومہ کو یہی خیال آیا ہو گا - واللہ اعلم - وہ چوڑیاں اسکے بعد والدہ صاحبہ مرحومہ نے کبھی بھی نہیں اتاریں وفات کے بعد غسل دیتے ہوئے ہی اُتاری گئیں - ایسی ہی چوڑیاں راقمہ کے ہاتھ میں ہیں - صرف حقیقی ماں ہی اپنی بیٹیوں کے لئے ایسا احساس رکھ سکتی ہے کہ ان کے ہاتھ خالی نہ ہوں -

حضرت اماں جان کی شفقت سب کے لئے ماں سے بھی بڑھ کر تھی - پھر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے والدہ صاحبہ اور سب کی خیریت دریافت فرمائی اور تھوڑی دیر تک ہمارے گھر میں تشریف فرما رہیں بعد میں صحن کے دروازہ سے جو بہشتی مقبرہ کی طرف تھا وہاں سے تشریف لے گئیں - شاید امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی ساتھ ہی تھیں میں بھی ساتھ ہی چلی گئی - (میں اور نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ قریباً ہم عمر ہیں -) پہلے آپؓ نے مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دعا کی - تھوڑی دیر باغ میں سیر کر کے واپس تشریف لے گئیں - کچھ اور عورتیں بھی تھیں مگر اب مجھے یاد نہیں کون کون تھیں -

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کبھی روزانہ اور کبھی دوسرے تیسرے دن ضرور باغ میں تشریف فرما ہوتیں اور ہمارے گھر بھی رونق افروز ہوتیں امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو اکثر والدہ صاحبہ سے سلائی سیکھنے کے لئے وہیں چھوڑ جاتیں -

والدہ صاحبہ کو بہت ہی اچھا سلائی کا کام آتا تھا میں اور چھوٹی بیگم صاحبہ اکٹھی ہی سیکھا کرتی تھیں - محلہ ناصرہ آباد کی بہت سی لڑکیاں بھی امۃ الحفیظ بیگم کا سُن کر آ جاتیں - حضرت اماں جانؓ بھی بسا اوقات چار بجے تک وہیں تشریف رکھتیں - ہم سب بچیاں آپؓ کے سامنے باغ میں کھیلتی رہتیں اور خوب پھل وغیرہ توڑ کر کھاتیں - کچی لوکاٹیں، آم اور گلگلیں تک توڑ کر نمک مرچ سے کھاتی رہتیں - چٹنیاں بناتیں - پکوان تلتیں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کبھی کسی کو منع نہیں فرمایا - بلکہ آپؓ بہت خوش ہوتیں اور خود پھل توڑ کر ہمیں عطا فرماتیں -

میں کئی سفروں میں بھی حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ رہی -

بہت کچھ لکھنے کو دل چاہتا ہے، پھر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو لکھوں گی - مصباحی بہنوں سے دُعا کی درخواست ہے - عموماً صحت خراب رہتی ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقتِ احمدیت کی مجسّم دلیل

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا وجودِ باجود

محترم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل

کونسا احمدی ہے جس پر حضرت اُمّ المومنین نور اللہ مرقدہا کے احسانات نہیں اور کس احمدی کی جبینِ نیاز آپؓ کی نوازشات کے بار سے خم نہیں لیکن مجھ ناچیز پر ذاتی طور سے دوسرے بہت سے احسانات کے علاوہ ایک خاص احسان آپؓ نے ایسا فرمایا جس کا عمر بھر شکر ادا ہونا ممکن نہیں۔ اور جو ایسا عظیم الشان اور بابرکت احسان ہے کہ اس زندگی میں بھی مَیں نے اس سے بیحد فائدہ اُٹھایا اور انشاء اللہ دوسری زندگی میں بھی میرے لئے مغفرت کا ذریعہ ہوگا۔

مَیں بالکل ابتدائی عمر میں قریباً ۱۹۱۱ء میں قادیان آگیا تھا۔ اُسوقت میرے دُور و نزدیک کے رشتہ داروں میں سے کوئی احمدی نہ تھا۔ میرے والد صاحب میرے بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔ تایا صاحب کے نرینہ اولاد نہ تھی، انہوں نے میری پرورش کی اور انتہائی محبت و شفقت سے غور و پرداخت فرماتے تھے مگر بدقسمتی سے وہ احمدی نہ تھے پُرانے وقتوں کے پڑھے لکھے تھے۔ کٹر سُنّی اور پیروں و گدی نشینوں کے معتقد تھے۔ قریب قریب کے علاقہ میں اچھی شہرت رکھتے تھے۔ احمدیت کی مخالفت میں کافی حصہ لیتے تھے کسی اہلِ علم احمدی سے گفتگو کرنے کی تو جرأت نہ کرتے تھے لیکن عام احمدیوں سے بحث مباحثہ جاری رکھتے تھے۔ اور عموماً مخالفانہ باتوں میں سرگرم حصہ لیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تریاق القلوب میں جن لوگوں کو نشان دیکھنے کیلئے قادیان آنے کی دعوت دی ہے اُن میں اُن کا بھی نام ہے۔

باوجود گھر کے اِس ماحول کے میری نشست و برخاست ایک احمدی مرزا محمد افضل صاحب مرحوم (ابن مولانا جلال الدین صاحبؓ جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تین سو تیرہ اصحاب میں تیسرے نمبر پر لکھا ہے) کے پاس تھی۔ وہ میری عمر اور علم کے مطابق مجھ سے احمدیت کے متعلق گفتگو کرتے رہتے تھے۔ جب مڈل تک تعلیم پانے کے بعد مزید تعلیم پانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے مجھے قادیان جانے کی تلقین کی اور مَیں آمادہ ہوگیا۔ والدہ ماجدہ نے میرا تعلیمی شوق دیکھ کر مجھے جانے کی اجازت تو دیدی مگر ساتھ ہی تاکیدی طور پر نصیحت کی کہ دیکھنا احمدی نہ ہوجانا۔ اور متفکر بھی بہت تھیں کیونکہ بھیجنے کی اپنے پرائے سب مخالفت کرتے تھے اور ڈراتے تھے۔

میرے قادیان جانے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ اور خلافتِ ثانیہ کا دَور شروع ہوا۔ اگرچہ مَیں اُس وقت تک اپنے آپکو کسی مصرف کا نہ پاتا تھا لیکن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سایہ عاطفت میں آچکا تھا اور "الفضل" کے دفتر میں ایک نہایت معمولی سے کام پر مجھے لگا دیا گیا تھا۔ حضور نے اپنے عہد مبارک کے پہلے ہی جلسہ سالانہ پر مجھ ناچیز پر غیر معمولی نوازش فرماتے ہوئے میرا عقد مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی کی بھانجی ماجدہ سے کردیا تو میرے لئے موقع پیدا ہوگیا کہ مَیں والدہ ماجدہ کو قادیان آنے اور شادی کا کام سرانجام دینے کے لئے عرض کروں۔ مَیں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کیلئے کوشش کی اور آپ بخوشی تشریف لانے پر آمادہ ہو گئیں۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور مزید خوشی اس بات سے ہوئی کہ تایا صاحب جو قادیان کے نام تک سے بدکتے تھے وہ بھی آنے کیلئے تیار ہو گئے۔ میں نے مقررہ تاریخ سے اطلاع دیدی اور والدہ ماجدہ شادی کی مناسب تیاری کے ساتھ معہ تایا صاحب قادیان آگئیں۔

قادیان پہنچنے کے دوسرے یا تیسرے دن والدہ صاحبہ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی زیارت کیلئے گئیں اور بس اس پہلی زیارت نے ہی آپ پر ایسا اثر کیا کہ احمدیت کی صداقت کی قائل ہو گئیں حالانکہ اس سے قبل احمدیت کے متعلق انہوں نے جو کچھ سُن رکھا تھا اُس سے بہت خوفزدہ تھیں۔ حضرت اقدس کے گھر جانے اور خاص کر حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنے کا تو انہیں بیحد شوق تھا مگر گھبراتی بھی بہت تھیں۔ اپنی سادگی کی وجہ سے، اپنے دیہاتی لباس کے باعث اور اپنی دیہاتی طرزِ گفتگو کے سبب ڈرتی تھیں کہ شاید کوئی بات بیجا نہ کر پائیں۔ لیکن میں نے بہت تسلی دی اور بتایا کہ دیہات کی عورتیں کثرت سے اپنے سادہ اور معمولی دیہاتی لباس میں حضرت اُمّ المومنین اور دوسری خواتین مبارکہ کی زیارت کیلئے جاتی ہیں اور خوش و خرم آتی ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین تو الگ رہا کوئی اور بھی کسی قسم کی ناگوار بات کہے یہ ممکن ہی نہیں۔ ساتھ کی عورتوں نے بھی ہر طرح تسلّی دلائی اور والدہ صاحبہ چلی گئیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے زیارت کرنے اور باتیں سُننے کا اچھا موقع عطا کیا اور میری جو خواہش تھی وہ پوری ہو گئی یعنی آپ پر احمدیت کی صداقت کھل گئی۔ آپ نے گھر آکر مجھے بتایا کہ حضرت صاحب کے گھر قدم رکھتے ہی میرا خوف اور تردد تو بالکل دور ہو گیا مگر اس کی جگہ حیرت اور استعجاب نے لے لی۔ میں نے جس کو بھی دیکھا مجسم اخلاق پایا۔ ہمیں عزت و آبرو کے ساتھ ایسی اچھی جگہ بٹھایا کہ مجھے تو وہاں قدم رکھتے ہوئے بھی شرم آتی تھی۔ ہر ایک نے محبت اور نرمی سے ہمارے ساتھ گفتگو کی۔ اور میں حیران تھی کہ ہم ایسی دیہاتی عورتوں کے ساتھ یہ برتاؤ۔ غرض میں نے اس گھر میں عجیب ہستیاں دیکھیں۔ ایسی عجیب کہ ساری عمر میں کبھی نہ دیکھی تھیں۔ اور بڑی بیوی صاحبہ (حضرت اُمّ المومنین رضؓ) کے متعلق کیا کہوں انکا نورانی چہرہ دیکھ کر اور آپ کی چند ہی باتیں سُن کر میں تو احمدی ہونے پر مجبور ہو گئی۔ یہی جی چاہتا تھا کہ آپ کے پاس بیٹھی آپ کی باتیں سُنتی رہوں۔ لیکن دوسری عورتوں کے خیال سے آگئی کہ ان کو بھی زیارت کا موقع مل سکے۔

والدہ ماجدہ اپنے گاؤں اور خاص کر اپنے گھر میں میرے ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے سے احمدیت کا ذکر سُنتی چلی آرہی تھیں۔ ہمارے گاؤں کے چند معزز اصحاب ابتداء میں ہی احمدیت قبول کر چکے تھے اس وجہ سے موافقانہ اور مخالفانہ گفتگو اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ شادی اور غمی کے موقع پر احمدیوں کے بائیکاٹ کا سوال بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ احمدیوں کو ستانے اور دُکھ دینے میں بھی کمی نہ کی جاتی تھی۔ سنجیدہ اور سمجھدار مرد عورتیں احمدیوں کی دینداری کا بھی اعتراف کرتے تھے اور انکی خوبیوں کے قائل تھے لیکن والدہ صاحبہ اس بارے میں خاموش تھیں۔ اگر مخالفت میں کوئی حصہ نہ لیتیں تو موافقت کیلئے بھی تیار نہ تھیں مگر حُسنِ اتفاق سے جب خود قادیان جانیکا موقع ملا تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی پہلی ہی زیارت اور چند باتوں سے ایسا اثر ہوا کہ سالہا سال کے زنگ بالکل صاف ہو گئے۔ احمدیت کی صداقت روزِ روشن کی طرح نظر آگئی اور ایک لمحہ کا تردد کئے بغیر احمدیت قبول کر لی۔

اس کے بعد اپنی وفات تک ہر سال دو تین بار قادیان تشریف لاتیں۔ اور میں نے بارہا احمدیت کے موٹے موٹے مسائل باتوں باتوں میں آپ کے سامنے عام فہم الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کی۔ آپ خاموشی سے سُنتی رہتیں اور پھر یہ فرما دیتیں۔ "مجھے تو حضرت بیوی صاحبہ نے ایک آن میں وہ کچھ سمجھا دیا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکے بعد کچھ سمجھنے اور سیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ بس میرے لئے وہی کافی ہے۔ جو کچھ مَیں نے دیکھا اور سمجھا ہے شاید ہی تمہیں نصیب ہو۔ مَیں اس پر بہت خوشی کا اظہار کرتا اور آپ کے ایمان پر مجھے رشک آتا اور آخر آپ کا جو مبارک انجام ہوا اس نے مجھ پر واضح کر دیا کہ واقعی حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی زیارت سے آپکو قابلِ رشک درجہ اور ایمان حاصل تھا۔ اور خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ حضرت اُمّ المومنین نور اللہ مرقدہا کے مجسّم صداقت وجود باجود کی زیارت سے کس قدر خوش نصیب رُوحوں نے اعلیٰ مدارج حاصل کئے۔

والدہ صاحبہ عموماً اپنی لڑکیوں اور ان کی اولاد کی خاطر جو یتیم تھی گاؤں میں رہتی تھیں اور اس بڑھاپے میں گاؤں کی نسبتاً تکلیف دہ زندگی برداشت کرتی تھیں حالانکہ قادیان میں خدا کے فضل سے انہیں بہت کچھ آرام میسّر تھا۔ اور میری بڑی خواہش تھی کہ آپ مستقل طور پر میرے پاس آرہیں۔ تاہم اکثر قادیان آتی رہتیں اور میرے لئے اور میرے اہل و عیال کیلئے باعثِ برکت بنتیں۔ وفات سے تھوڑا ہی عرصہ قبل جو غالباً ۱۹۴۲ء میں ہوئی اپنے گاؤں کی ایک احمدی عورت کو کرایہ دیا اور اپنے ساتھ لیکر اچانک قادیان آگئیں ہمیں بڑی خوشی ہوئی۔ مَیں نے کہا آپکو راستہ میں تکلیف ہوئی ہوگی خط لکھ دیتے تو مَیں خود لے آتا۔ فرمایا بے چینی اور گھبراہٹ اتنی بڑھ گئی تھی کہ مجھے وہاں رہنا مشکل نظر آیا اسلئے فوراً چل پڑی۔ آپکے تشریف لانے کے چند دن بعد رمضان شروع ہو گیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا مگر آپ نے روزے رکھے مَیں نے فدیہ دیدینے کیلئے کہا تو فرمایا معلوم نہیں یہ مبارک دن زندگی میں پھر آئیں یا نہ آئیں اسلئے ان سے فائدہ اُٹھالوں۔ اِدھر روزے ختم ہوئے اُدھر عید کے ہی دن اچانک بیمار ہو گئیں اور صرف دو دن بیمار رہ کر تیسرے دن وفات پائی۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

اِس طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو آخری ٹھکانا محض اپنے فضل سے قادیان کی مقدس سرزمین میں عطا فرمایا۔

ہم سالہا سال قادیان میں رہے۔ بچپن کے بعد جوانی آئی۔ جوانی بیتی بڑھاپا آیا مگر معلوم نہیں آخری وقت کہاں آئے گا۔ لیکن والدہ ماجدہ کا صدق و اخلاص جو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے ذریعہ آپ کو حاصل ہوا خدا تعالیٰ نے اِس قدر نوازا کہ ایک کورِ دہ سے اُٹھا کر قادیان کی بابرکت زمین میں پہنچا دیا۔ اب جبکہ ہم قادیان سے محروم ہیں اور اسے دیکھنے کے لئے ترس رہے ہیں میرے تین چھوٹے لڑکے، ایک جوان بیٹی اور والدہ صاحبہ ہمارے خاندان کی یادگار وہاں موجود ہیں۔ اگر ہم مر کے بھی وہاں نہ پہنچ سکے تو انشاء اللہ حشرِ اجساد کے دن یہ رُوحیں جب قادیان سے کھڑی ہونگی تو ممکن ہے کسی لحاظ سے ہمارا نام بھی پکارا جائے۔

غرض والدہ ماجدہ کو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی زیارت کا موقع نصیب ہونا اور آپ کا احمدیت قبول کرنا مجھ پر حضرت اُمّ المومنینؓ کا اتنا بڑا احسان ہے جس کا مَیں اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اِس احسان کے نہایت شیریں ثمرات مَیں نے اِس دُنیا میں بھی بکثرت حاصل کئے۔ اور اُمید ہے آخرت میں بھی خدا تعالیٰ مجھے محروم نہ رکھے گا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے حضرت اُمّ المومنینؓ کی کیا خدمت کی اور کیا کر سکتے ہیں؟ خدا تعالیٰ سے ہی التجا ہے کہ آپؓ کے درجات بلند فرمائے اور قیامت تک آپؓ کے فیوض و برکات دُنیا میں جاری رکھے۔ آمین +

مصباح کے حلقہ اشاعت کو فروغ دینا آپکا ادارہ کے ساتھ تعاون کا ثبوت ہوگا!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معصومیت

ادارہ مصباح نے یہ اہتمام کیا ہے کہ آئندہ مصباح میں دو۲ صفحات بچوں کے لئے مخصوص کئے جائیں اور ان میں بچوں کا پروگرام اس طور پر درج کیا جائے جس سے بچوں کی دینی اور ذہنی صلاحیتیں اُجاگر ہوں۔ ساتھ ہی بچوں میں شوق پیدا کرنے کے لئے ان کے فوٹو شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ تمام بہنوں اور بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اپنے مشورہ سے مستفید فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جا سکے۔ اور اگر وہ یہ خواہش رکھتے ہوں کہ اُن کے بچوں کے اشعار، لطائف اور کہانیوں کے علاوہ ان کی تصاویر بھی مصباح میں شائع کی جائیں تو ہمیں بلاک بنوا کر بھجوا دیں یا -/۶ روپے ہمیں بھجوا دیں۔

صاحبزادہ مغفور احمدؐ صاحب :-

صاحبزادہ مغفور احمد صاحب کے متعلق صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے حسب ذیل نوٹ تحریر فرما کر ادارہ کو ارسال کیا ہے :-

"مغفور کی تصویر کے ساتھ اگر یہ لکھ دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

"خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری بچہ جو (ہجرت سے تین روز پہلے) قادیان میں پیدا ہوا۔"

والسّلام

ناصرہ

محمود احمد انور :-

محمود احمد انور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فارسی اشعار (عمر تقریباً پانچ سال - ۲۴ جون ۱۹۴۷ء) از بر ہیں - درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

در دِلم جوشد ثنائے سرورے ❊ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل ❊ آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنکہ مجذوبِ عنایت حق ست ÷ ہمچو طفلِ پروریدہ در برے
آنکہ در بِرّ و کرم بحرِ عظیم ÷ آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جُود و سخا ابرِ بہار ÷ آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

لطائف:-

۱- محمود کے ابّا محمود کا فوٹو کھچوا کر لائے اور محمود کو مخاطب ہو کر کہنے لگے بیٹا! دیکھو۔ تمہارا فوٹو کیسا اچھا اُترا ہے؟
محمود۔ (اپنا فوٹو دیکھ کر) آہا! ہاہا۔ میرے بھائی کا کیسا اچھا فوٹو ہے۔

۲- محمود۔ امّی جان! اللہ میاں کون ہیں؟
امّی۔ بیٹا! جو ہمیں کھانے پینے کو دیتے ہیں۔
محمود۔ امّی یہ سب چیزیں تو ابا جان لاکر دیتے ہیں۔ وہ اللہ میاں ہیں؟
امّی۔ نہیں بیٹا! وہ آسمان پر رہتے ہیں۔
محمود۔ امّی جان۔ اللہ میاں آسمان پر کس طرح چڑھ گئے؟

۳- محمود۔ ابّا جان! گاڑی کتنے بجے آئے گی؟
باپ۔ بیٹا۔ گیارہ بجے۔
محمود۔ ابّا جان! گھڑی پر گیارہ بجا دو تاکہ گاڑی آجائے۔

۴- محمود اور اس کے ابّا گاڑی میں سوار ہو کر ربوہ جا رہے تھے۔ جب گاڑی تیزی سے چلنے لگی تو محمود نے چلّانا شروع کر دیا۔ ابّا جان دیکھو باہر درخت پیچھے کو بھاگ رہے ہیں!

۵- ایک دن محمود کے ابّا نے اسکو قاعدہ پڑھاتے پڑھاتے کہا۔ بیٹا! اگر تم جلدی جلدی پڑھنا لکھنا سیکھ لو تو تم بڑے آدمی بن جاؤ گے۔ محمود فوراً بول اُٹھا۔ ابّا جان! ابھی تو میں آپ کی کمر تک آتا ہوں۔ قاعدہ ختم کر لوں تو میں آپ جتنا بڑا ہو جاؤنگا؟

(پیش کردہ۔ والدہ محمود احمد اکبر سرگودھا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چناب ایکسپریس میں دلچسپ گفتگو

امۃ اللطیف ثریا راولپنڈی

شام کے چھ بج چکے تھے۔ کلثوم راولپنڈی کے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں اپنے بچوں کو لئے ٹرنک پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ننھے خالد نے پوچھا۔

"امی جان! آپ یہاں کیوں بیٹھ گئی ہیں گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھیں؟"

"بیٹا! گاڑی ابھی تھوڑی دیر میں آئے گی تو پھر اُس پر سوار ہو جائیں گے۔"

"گاڑی تو وہ سامنے کھڑی ہے۔" خالد نے پھر کہا۔

"بیٹا! یہ گاڑی پشاور کو جا رہی ہے۔"

ماں بیٹے میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ چناب میل فراٹے بھرتی ہوئی پلیٹ فارم پر آ کر رُکی قلی نے سامان اٹھایا اور گاڑی کے ڈبے میں رکھ دیا۔ اسٹیشن پر بے پناہ ہجوم تھا جب تک گاڑی کھڑی رہی عورتوں کے اِس ڈبہ میں اُدھم مچا رہا۔ تھوڑی جدوجہد کے بعد کلثوم اپنی جگہ پر آرام سے اپنے بچوں سمیت بیٹھ گئی۔ دوسری سب عورتیں بھی اپنی اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئیں۔ اب شور و غل بھی قدرے کم ہو چکا تھا۔ گاڑی نے سیٹی بجائی اور آہستہ آہستہ حرکت شروع کی۔ اتفاق سے اِس ڈبہ میں کلثوم کی ایک بچپن کے وقت کی ساتھ کھیلی ہوئی پرانی سہیلی ناصرہ بھی سوار تھی وہ کیمبل پور سے آ رہی تھی۔ مُدت کی بچھڑی ہوئی سہیلیوں کو مل کر ازحد خوشی ہوئی۔

دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کے حالات دریافت کرتی رہیں۔ پھر ماضی کے گزرے ہوئے لمحات کو دُہرا دُہرا کر اپنے سفر کو خوشگوار بنانے لگیں۔ جب بے فکری کے سب افسانے ختم ہو چکے تو کلثوم نے کہا۔

"ناصرہ! ذرا باہر تو نظر دوڑاؤ۔ چاندنی رات ہے چاندنی بھی نکھری ہوئی۔ آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے اور پھر ساتھ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اندر آ رہے ہیں۔ گاڑی چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کو کاٹتی ہوئی فاصلے پر فاصلہ طے کرتی جا رہی ہے کتنا دلکش منظر ہے ناصرہ! اِن سب کا بنانے والا کتنا خوبصورت ہوگا۔ اس کی جتنی بھی حمد کی جائے کم ہے۔ کیا کیا نعمتیں اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائیں اور ہر قسم کا آسائش و آرام مہیا کیا لیکن حضرتِ انسان بھی ایسا بے مروت ہے کہ وہ اپنے رب کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا [illegible] کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا ہی دم بھرتا ہے۔ یعنی خدا کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک ٹھہرانا اپنا فرض تصور کرتا ہے۔ صد حیف!!"

فسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کو تو اخبار بینی یا کتب کے مطالعہ سے ہی فرصت نہیں ملتی لیکن تھرڈ اور انٹر کے مسافر اپنے سفر میں ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں جس سے اُن کا سفر آرام سے کٹ جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ والی عورت نے بھی دوسری سے دریافت کیا۔

"بہن تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

"میں گولڑہ شریف سے آئی ہوں اور اب واپس اپنے گھر جا رہی ہوں۔" دوسری عورت نے جواب میں کہا۔

"گولڑے شریف کیا اپنی لڑکی کے پاس گئی تھی؟" پہلی عورت نے پھر سوال کیا۔

"نہیں بہن! پیر صاحب کی زیارت پر گئی تھی اور کچھ چڑھاوا چڑھا کر آئی ہوں۔ کیونکہ ایک منت مانی ہوئی تھی۔" خود ہی اُس نے پیر صاحب کی کرامات بیان کرنا شروع کر دیں اور خوب تعریف کے پُل باندھ دیئے۔ "وہ ایسے بزرگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کہ جو منت مانو پوری ہو جاتی ہے۔"

کلثوم اور ناصرہ پہلے ہی ان کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں کلثوم نے کہا۔

"بہن جی! آپ تو ایک انسان کو خدا کا درجہ دے رہی ہیں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بھاری گناہ ہے۔ شرک کی برائی قرآن شریف میں اکثر جگہ موجود ہے۔ اسلئے آپ اس کو ترک کر دیں تاکہ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول تم سے خوش ہوں۔ قبروں پر جا کر منتیں ماننا، چادریں چڑھانا یا اس قسم کی وہ باتیں کرنا جن میں خدا کے اختیارات دوسروں کو ملیں اسلام نے ناجائز قرار دیئے ہیں۔ اور اسکو شرک بتایا ہے۔ لیکن اسوقت جبکہ اسلام کا ہر عقیدہ فنا ہو رہا ہے اور اس کیلئے نئے نئے عذر تراش لئے جاتے ہیں۔ شرک بھی عام ہو گیا ہے۔ اسکی تحویل یعنی ایک قسم کا بہانہ کیا جاتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے تھے۔ اور جاتے ہیں لیکن وہ بزرگ تو اپنی بزرگی کی وجہ سے جنت میں آرام فرما ہیں۔ آپکے اپنے ماں باپ اور دوسرے عزیز فاتحہ کے زیادہ محتاج ہیں کیا آپ کو انکے مزار پر کبھی فاتحہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے؟ یا میلے میں شرکت اور مزار پر چادریں چڑھانا ہی باعثِ مغفرت سمجھ رکھا ہے۔ آپ کے والدین یا بہن بھائیوں کی قبریں تو کچی ہیں یا ایک کچا مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا ہے بلکہ کبھی کبھی وہ بھی بارشوں سے بہہ جاتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو بنوا دیجئے۔ جو کچھ آپ میلے کے لطف میں خرچ فرماتے ہیں یا چڑھاوے چڑھاتے ہیں اس سے پہلے اپنے عزیزوں کی خدمت کیجئے اسکے بعد کسی بزرگ کو فاتحہ کا ثواب پہنچایا۔

اے میری بہن! خدا کے برابر کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ جو کچھ مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو۔ وہی تمام مشکلوں کا حل کرنے والا ہے۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بڑا بھاری گناہ ہے جس کی بخشش مشکل سے ہوگی۔ جن بزرگوں کی قبروں پر جا کر تم مانگتی ہو وہ تو خود خدا تعالیٰ کی عنایت اور رحمت کے محتاج ہیں وہ آپ کی مرادیں کیسے پوری کر سکتے ہیں؟"

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ گاڑی کی رفتار سست ہونی شروع ہو گئی۔ اس عورت نے جواب دیا "بہن! تم نے سچ کہا۔ میری تو آج آنکھیں کھلیں کہ اس قسم کی باتیں بھی گناہ ہیں۔ خدا مجھے اس سے نجات دے۔"

"فکر کی کوئی بات نہیں۔ اب بھی کچھ نہیں گیا صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اور اسکی بخشش کا دروازہ توبہ کرنے والوں کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ بس صدق دل سے اعترافِ گناہ کی ضرورت ہے۔" کلثوم نے کہا۔

تھوڑی دیر میں جہلم کے سٹیشن پہ گاڑی آکر رک گئی اور وہ عورت یہیں اتر گئی۔

ناصرہ نے طنز سے کلثوم کو کہا "اری! تمہارے تو کانونٹ سکول کی بنیاد ہی شرک پر ہے یعنی تم نے جس سکول میں کچھ عرصہ میرے ساتھ تعلیم حاصل کی ہے اسکی تو بنیاد ہی شرک پر ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام، بی بی مریم اور خدا تینوں مل کر خدا ہوئے اور حضرت عیسےٰ ایک طرح سے خدا کے بیٹے ٹھہرے۔"

کلثوم "ہاں بہن! یہ ٹھیک ہے عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے مگر میں تو احمدی ہوں اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کے معنی ہیں کہ نہ خدا کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ ہم تو قرآن مجید کی بات ماننے والے ہیں اور وہی پاک کلام ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ خدا تعالےٰ جب قیامت میں حضرت عیسےٰ سے پوچھیگا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا سمجھو؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو حضرت عیسیٰ جواب دیں گے۔ کہ جو کچھ میرے دل میں ہے اُس کا حال تجھ کو معلوم ہے۔ میں نے کسی سے یہ نہیں کہا۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ یہ شرک کا عقیدہ عیسائیوں نے خود بنایا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ عیسیٰ جو خدا تعالیٰ کا نبی تھا۔ ایسا صریح جھوٹ خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے دن بولیگا کہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ میرے بعد میری اُمت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا۔"

ناصرہ:۔ "ایک بات تو مجھے بتاؤ جبکہ تمہارا اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تو پھر مسلمانوں اور احمدیوں میں کیا فرق ہے؟"

کلثوم۔ بہن! فرق ضرور ہے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور قیامت کے دن زمین پر آئینگے۔ بس ان چند فقروں کا فرق ہے۔ جیسے سب نبی فوت ہو گئے اسی طرح عیسےٰ نبی بھی فوت ہو گئے۔ اور یہ ظاہر ہے فوت شدہ کبھی دوبارہ زندہ نہیں ہوا۔"

ناصرہ:۔ "اچھا یہ فرق ہوا کہ ہم لوگ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ تصور کرتے ہیں اور تم لوگ فوت شدہ۔ تو کیا پھر حضرت عیسیٰ دُنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے؟"

کلثوم:۔ "کیوں نہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح دوبارہ ضرور آئیں گے۔ چنانچہ آج سے تقریباً ساٹھ سال پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان ضلع گورداسپور میں مبعوث ہوئے اور ہزاروں لاکھوں نیک روحیں ان پر ایمان لائیں اور انکا مشن دُنیا کے کونے کونے میں پھیلا۔ ان کے خلیفہ آجکل ربوہ ضلع جھنگ میں مقیم ہیں چنانچہ میں بھی وہاں ہی جا رہی ہوں۔ تاکہ لجنہ اماء اللہ کے پندرہ روزہ تعلیمی و تربیتی کورس میں شریک ہو سکوں۔"

باتوں باتوں میں لالہ موسیٰ کا اسٹیشن آگیا اور گاڑی ٹھہری۔ یہاں کچھ مسافر عورتیں اُتریں اور کچھ سوار ہوئیں۔ آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی۔ کلثوم اور ناصرہ بھی کچھ تھک گئی تھیں اسلئے چائے منگوائی، خود پی، بچوں کو پلائی۔ تھوڑی دیر میں گاڑی چلی۔ حسب عادت عورتوں نے ایک دوسری سے باتیں شروع کر دیں۔ ایک عورت جو وضع قطع سے بہت سادہ اور شکل و صورت سے جاہل معلوم ہوتی تھی ساتھ والی عورت سے بولی۔

"بہن! میں تو لیٹنے لگی ہوں، یہاں پر ایک اسٹیشن ربوہ آئے گا، اُسوقت مجھے جگا دینا۔"

"کیا تم نے ربوہ ہی اُترنا ہے؟" دوسری نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے تو لائلپور جانا ہے۔ لیکن میں نے سُنا ہے کہ اُس جگہ پر حُوریں رہتی ہیں اور وہاں کے لوگوں نے دوزخ جنت بھی بنائی ہوئی ہے اُن کو دیکھنا چاہتی ہوں"

غرضیکہ اسی قسم کی بے بنیاد باتیں کر رہی تھیں تو ناصرہ نے دبی آواز سے کلثوم کو کہا کہ "یہ مائی کیا کہہ رہی ہے؟"

کلثوم:۔ "یہ لوگ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ اس قسم کے فضول اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اور یہ باتیں ان کے لئے باعث ایمان سمجھی جاتی ہیں۔ اِن لوگوں کو اگر کوئی بتائے بھی تو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اگر کوئی تعلیمیافتہ عورت ہو تو وہ اس قسم کی لغو باتیں نہ کرے مگر یہ لوگ جاہل اور نادان ہیں اور جاہلوں کے اعتراض بھی جہالت اور نادانی پر موقوف ہوتے ہیں۔ بھلا تم خود ہی بتاؤ، یہ حُوریں اور جنت وغیرہ تو اگلے جہان کیلئے ہیں۔ یہ نعمتیں اِس دُنیا میں کیسے آسکتی ہیں اور نہ کوئی ان کو بنا سکتا ہے۔ جنت کی نعمتیں تو نہ آج تک کسی نے دیکھی ہیں اور نہ سُنی ہیں تو یہ نادان عورت ربوہ میں یہ چیزیں کیسے دیکھے گی۔"

ناصرہ:۔ "یہ تو ہر تعلیمیافتہ انسان جانتا ہے کہ جو بندہ اس دُنیا میں اچھے اعمال بجالائے اسکو مولا کریم اگلے جہان میں انعام کے طور پر یہ نعمتیں عطا فرمائے گا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلثوم: "جہاں نیک اعمال بجا لانے والے لوگ دفن ہوں کیا وہ قبرستان بہشتی مقبرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا؟"

ناصرہ: "کیوں نہیں!"

کلثوم: "میں تمہیں اس بہشتی مقبرہ کے متعلق کچھ بتاتی ہوں جس کے متعلق اس سامنے لیٹی ہوئی عورت نے ابھی اعتراض کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب دیکھا کہ ایک فرشتہ زمین کو ناپ رہا ہے اور ایک مقام پر پہنچکر اس نے حضور کو کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ ایک اور جگہ دکھائی گئی اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ چنانچہ قادیان میں حضور نے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے تجویز کیا اور دُعا کی کہ خدا تعالےٰ اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کر لیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے۔"

اس قبرستان کیلئے بڑی بشارتیں آپ کو ملیں یعنی "ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں"

ناصرہ! ممکن ہے تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ مطلب اس سے ہرگز نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی، بلکہ خدا تعالےٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ حضور نے اس قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگا دیں تاکہ اس میں وہی لوگ داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔

(۱) اس میں دفن ہونے والا متقی، پرہیزگار ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو بلکہ ایک سچا اور صاف مسلمان ہو۔

(۲) یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد تیسرے حصے سے لیکر دسویں حصے تک اسکے تمام ترکہ میں سے خدا کی راہ میں خرچ ہو۔ اور اس بارے میں انجمن کے نام وصیت لکھ دے۔

اسکی آمدنی ترقی اسلام اور اشاعتِ علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے جو کام سرانجام دیتے ہیں خرچ ہوتی ہے اور ان اموال میں سے اُن یتیموں، بےکسوں، مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے میں خرچ ہوتا ہے۔

اب تم خود ہی بتاؤ کہ ایسے لوگ جنہوں نے ان نیک کاموں پر خرچ کیلئے جائدادیں وقف کر دیں کیا اُن کے جنتی ہونے میں ابھی کوئی شک باقی ہے؟

ہمارے موجودہ امام نے اپنی ایک تقریر میں وصیت پر مفصل تشریح فرمائی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ وصیت "لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کے لئے ہے۔ جس طرح اس میں تبلیغ شامل ہے اسی طرح اس میں اس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فرد بشر کی باعزت روزی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پُورا کیا جائے گا اور دُکھ درد اور تنگی کو دُنیا سے انشاء اللہ تعالیٰ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بھیک نہ مانگیگا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھریگا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہیگا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دُنیا پر وسیع ہوگا۔"

دونوں گفتگو میں اتنی محو تھیں کہ ان کو پتہ بھی نہ چلا کہ گاڑی سرگودھا کے اسٹیشن سے گزر چکی ہے۔ گاڑی کی رفتار پھر ہلکی ہونی شروع ہوئی۔ افق پر صبح صادق کا ستارہ اُبھر چکا تھا۔ دفعتہً کلثوم نے باہر دیکھا تو دُور سے اس کو چھوٹی سی پیاری بستی دکھائی دی۔

"ناصرہ! یہ وہی مقدس سرزمین ہے جہاں ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کا پاک خلیفہ اور اس کے ساتھی مومن بندے بستے ہیں۔ جنہوں نے دین کو دُنیا پر مقدم کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ وہ شب و روز اسلام کا پرچم اکنافِ عالم میں لہرانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ مومن بندے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتے ہیں اور رو رو کر دُعائیں کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو ان کے ہاتھوں جلد پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ناصرہ! میری خواہش ہے کہ اس مقدس مقام پر بسنے والے مومنین کو اپنی آنکھوں سے آکر دیکھو جو ہر وقت عرفانِ الٰہی کے نشے میں مخمور نظر آتے ہیں۔"

ناصرہ: "بہن! میں تمہاری دعوت کی بے حد ممنون ہوں۔ اس وقت تو مشکل ہے مگر مَیں وعدہ کرتی ہوں کہ کراچی سے واپسی پر میں انشاءاللہ ربوہ ضرور آؤں گی۔"

چناب میل چناب کے کنارے آکر ٹھہری۔

کلثوم: "ناصرہ بہن! اب مجھے اجازت دیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک ذات تمہاری پاسبان ہو!"

نیکی کے زیورات

انوری بیگم بنگوی سرگودھا

۱۔ نیکی مومن کی گم شدہ چیز ہے جہاں سے ملے لے لو۔

۲۔ دل آزاری سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

دل بدست آر کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

۳۔ سنجیدگی اور متانت بزرگی کا زیور ہیں۔

۴۔ بسیار گوئی سے بے قدری اور کم گوئی سے انسان کی قدر بڑھتی ہے۔

۵۔ یتیم اور بیوہ کی آہ کی حرارت شہروں کے شہر جلا کر خاک میں تبدیل کر دیتی ہے۔

۶۔ شرک اور حقوقِ والدین کے بعد جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔

۷۔ اگر تم تسکینِ قلب کی دولت کے خواہاں ہو تو اپنی جیب اللہ کے لئے خالی کرتے رہو۔

۸۔ فکر کرو۔ غم نہ کرو۔ رشک کرو۔ حسد نہ کرو۔ اسی میں بھلائی اور نیکی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیاں ٹھہریگا جا کر کاروانِ قادیاں

(انور نظامی)

چھیڑ دے اے ہمنشیں پھر داستانِ قادیاں
موجبِ تسکینِ خاطر ہے بیانِ قادیاں

زندگی کی ختم ساری ہو گئیں دلچسپیاں
چھوڑ آئے جب سے ہم امن و امانِ قادیاں

کیوں مرے زخمِ دروں پھر سے ہرے ہونے لگے
یاد آئی ہے بہارِ گلستانِ قادیاں

اپنی منزل کی طرف یہ بڑھ رہا ہے روز و شب
قادیاں ٹھہریگا جا کر کاروانِ قادیاں

میرے دل کی دھڑکنیں کیوں تیز تر ہونے لگیں
چھیڑ دی کیا پھر کسی نے داستانِ قادیاں

دوستو تسکینِ دل تاراج شد انور تمام
ہر کہ شد محروم از امن و امانِ قادیاں

تعاونوا علی البر والتقویٰ

(۱) اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد سعید صاحب ۴۸۵ پیر آباد حیدر آباد سندھ نے اپنی بچی کے ایگزیمہ کی بیماری سے صحتیاب ہونیکی خوشی میں مبلغ بارہ روپیہ دو مستحق احمدی بہنوں کے نام مصباح جاری کرنے کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔

(۲) حفصہ بیگم صاحبہ سرگودھا نے اپنے بچے کی صحتیابی کی خوشی میں مبلغ چھ روپیہ کسی مستحق احمدی بہن کے نام مصباح جاری کرنے کیلئے عنایت کئے ہیں۔

(۳) ماسٹر محمد عمر صاحب انور سرگودھا نے اپنے بھائی صوفی محمد ابراہیم صاحب کے ہاں لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں مبلغ ۲ روپیہ اعانت فنڈ مصباح میں بھجوائے ہیں فجزاہم اللہ احسن الجزا۔ ادارہ ان تمام بہنوں اور بھائیوں کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہے (ادارہ)

ولادت

(۱) میری بھانجی اہلیہ مرزا محمد صادق صاحب اکونٹنٹ ظفر آباد اسٹیٹ کو اللہ تعالیٰ نے چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے جملہ احمدی بہنوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ اسکی درازی عمر اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ (مرزا عبدالحمید کلرک بیت المال ربوہ)

(۲) میرے بھائی صوفی محمد ابراہیم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۶۱-۵-۲ کو تیسرا لڑکا اور پانچواں بچہ عطا فرمایا ہے حضور نے اس کا نام حنیف احمد تجویز فرمایا ہے تمام بہنیں اور بھائی نومولود کی درازی عمر اور خادمِ دین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔

(محمد عمر انور سرگودھا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ چندہ تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۵۲ء

چندہ تعمیر دفتر لجنہ اماء اللہ کی رپورٹ بابت ماہ مئی پیش ہے۔ جیسا کہ تمام لجنات کو علم ہے کہ ابھی تعمیر دفتر لجنہ کا قرضہ دس ہزار قابلِ ادا ہے۔ اس کے علاوہ فرنیچر بھی مکمل کرنا ہے جس کے بغیر دفتر نامکمل پڑا ہے۔ براہ مہربانی اس چندہ کی وصولی کی طرف بھی خاص توجہ دیں اور جتنی جتنی رقم آپ کی لجنہ کے ذمہ ڈالی گئی ہے اس کی ادائیگی فرماویں۔

والسلام

(سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ)

نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم
۱	جیسل ٹن (بورنیو)	۱۳۲—۰—۰	۱۳	راولپنڈی	۵۵—۶—۰
۲	ملتان چھاؤنی	۲—۰—۰	۱۴	گوجرہ ضلع لائلپور	۱۴—۸—۰
۳	پشاور شہر	۳۵—۰—۰	۱۵	گوجرخان	۴۰—۰—۰
۴	بدوملہی ضلع سیالکوٹ	۴۰—۰—۰	۱۶	قصور	۲۷—۰—۰
۵	ایبٹ آباد	۱۱—۰—۰	۱۷	محمد آباد اسٹیٹ سندھ	۳۲—۰—۰
۶	بھیرہ	۴۰—۰—۰	۱۸	سرگودھا	۲۹—۰—۰
۷	اوکاڑہ ضلع منٹگمری	۵۰—۰—۰	۱۹	ملتان شہر	۱۶—۰—۰
۸	گنگاپور ضلع لائلپور	۱۰—۱۴—۰	۲۰	سکھر سندھ	۳۲—۰—۰
۹	چک ۵۶۵ ″	۲۳—۰—۰	۲۱	ربوہ حلقہ [illegible]	۴—۰—۰
۱۰	کوئٹہ حلقہ اسلام آباد	۶۰—۰—۰	۲۲	″ دارالصدر	۵—۰—۰
۱۱	حیدرآباد سندھ	۲۵—۰—۰			
۱۲	چک ۲۷۰ الف ″	۴۵—۰—۰		کل میزان	۷۳۸—۱۲—۰

ولادت

مکرم ڈاکٹر سید سفیر الدین صاحب پرنسپل احمدیہ کالج کماسی (گولڈ کوسٹ) کو اللہ تعالیٰ نے ۵ جون کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور اسے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

والسلام

نائب وکیل التبشیر تحریک جدید۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ چندہ ممبری لجنہ اماء اللہ بابت ماہ مئی ۱۹۵۲ء

ذیل میں لجنہ اماء اللہ کے چندہ کا ماہ مئی کا گوشوارہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر کسی لجنہ کا چندہ شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو وہ براہِ مہربانی حوالہ دیکر تصحیح کروالیں۔ پاکستان میں اسوقت تک ۲۰۰ کے قریب لجنات ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ ربوہ کی لجنات کو چھوڑ کر صرف ۲۸ لجنات کی طرف سے چندہ موصول ہوا ہے۔ تمام لجنات کی محصلات سے گذارش ہے کہ وہ ہر ماہ کوشش کے ساتھ چندہ ممبری لجنہ وصول کر کے مرکز میں بھجوایا کریں۔ والسلام

سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ

نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم	نمبر شمار	از لجنہ اماء اللہ	رقم
۱	ربوہ محلہ ص	۱۶-۴-۰	۱۸	محمد آباد اسٹیٹ	۱۸-۸-۰
۲	″ بلاک ب حلقہ ۲	۱۰-۰-۰	۱۹	عبدالمجید بھٹی کوئٹہ	۱۰-۰-۰
۳	″ ″ الف ″ ۳	۲-۶-۰	۲۰	ڈنگہ ضلع گجرات	۱-۱۳-۶
۴	″ محلہ دارالصدر	۷-۰-۰	۲۱	سرگودھا	۹-۶-۰
۵	ملتان چھاؤنی	۲۰-۶-۰	۲۲	زہرہ بیگم سندھ	۱-۰-۰
۶	وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	۶-۰-۰	۲۳	بشیر آباد اسٹیٹ سندھ	۹-۰-۰
۷	پشاور	۲۵-۰-۰	۲۴	کنری ″	۱۰-۰-۰
۸	کوئٹہ حلقہ اسلام آباد	۸۵-۸-۰	۲۵	حیدرآباد سندھ	۹-۰-۰
۹	لاہور	۳۵-۰-۰	۲۶	کماسی	۹-۳-۰
۱۰	ملتان شہر	۱۹-۱۲-۰	۲۷	کوئٹہ حلقہ مسجد احمدیہ	۸۰-۰-۰
۱۱	گنگاپور ضلع لائلپور	۳-۴-۹	۲۸	منٹگمری	۲-۴-۰
۱۲	تخت ہزارہ ضلع شاہپور	۵-۰-۰	۲۹	مچوکہ ضلع شیخوپورہ	۶-۰-۰
۱۳	راولپنڈی	۱۹-۵-۰	۳۰	قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ	۱۰-۰-۰
۱۴	چک ۲۷/الف سندھ	۵-۰-۰	۳۱	چک جمال ضلع جہلم	۸-۱۳-۰
۱۵	شیخوپورہ	۴۷-۹-۰	۳۲	قصور	۱۱-۸-۰
۱۶	گوجرہ ضلع لائلپور	۲۲-۲-۰			
۱۷	نواب شاہ سندھ	۶-۰-۰		کل میزان	۵۴۴-۷-۰

مصباح کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر مصباحی بہن کا فرض ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کی بیماریاں

از محترمہ امتہ القدوس صاحبہ فرسٹ ایر

ہمارے ملک میں تعلیم نسواں کی کمی کی وجہ سے عام طور پر بچوں کی پرورش صحیح رنگ میں نہیں کی جاتی۔ انسان کی صحت تبھی ٹھیک رہ سکتی ہے جب اس کی پرورش بچپن سے ہی صحیح طریق پر کی جائے۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس کو بعض معمولی معمولی بیماریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگر ماں عقلمندی سے شروع میں ہی اس کا علاج کرلے تو اس کا بچہ تندرست و توانا ہوگا لیکن اگر شروع میں ہی اس کی بیماری نہ پکڑی جائے گی تو وہ بڑھتے بڑھتے ایسی صورت اختیار کرلے گی جس کی وجہ سے بچے کی زندگی ہمیشہ کے لئے بیماریوں کا گھر بن جائے گی۔

بچوں کی بیماریاں کوئی خاص بیماریاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ اتنی معمولی معمولی بیماریاں ہوتی ہیں کہ انسان اُن کا علاج گھر میں خود کر سکتا ہے۔ سوائے زیادہ بیماری کے کہ اس میں فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس لیجانا چاہیئے۔ مثال کے طور پر چند بیماریاں اور ان کے علاج بیان کرتی ہوں۔

۱۔ آنکھیں دُکھنا

عام طور پر چھوٹی عمر میں بچوں کی آنکھیں دُکھنے آجاتی ہیں لیکن مائیں ان کی آنکھوں کی صفائی کا خیال نہیں رکھتیں، ان کو دھو کر صاف نہیں کرتیں، بلکہ بچے کے گندے فراک سے یا اپنے دوپٹے سے ان کو صاف کردیتی ہیں جس سے آنکھوں کی تکلیف اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بچوں کو دھوپ میں پھرنے سے نہیں روکا جاتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنکھوں میں ککرے پڑ جاتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہیں۔

لیکن اگر معمولی سی آنکھ دُکھنے پر ہی بورک یا زنک لوشن کی ٹکور کی جاتی یا ہلکی سی پھٹکری پانی میں گھول کر اس سے آنکھیں دھوئی جائیں یا پوست کی ٹکور کی جاتی تو آنکھیں شروع میں ہی ٹھیک ہو جاتیں اور بچہ ہمیشہ کیلئے تکلیف سے بچ جاتا۔

۲۔ کان کا درد

(۱) یہ بیماری عام طور پر بچوں کے گلے کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بعض اوقات بہت چھوٹے بچے کے کان میں تکلیف ہوتی ہے۔ وہ روتا ہے اور رو رو کر ہلکان ہو جاتا ہے لیکن اس کی ماں اس کی تکلیف نہیں سمجھتی جس سے اس کی تکلیف اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ سب سے پہلی پہچان یہ ہے کہ بچہ بار بار کان کی طرف ہاتھ لے جائے گا۔ بچے کے کان پر فوراً خشک ٹکور کرنی چاہیئے۔ کان کی صفائی کیلئے ذرا سی ہائیڈروجن ڈال دینی چاہیئے۔

(۲) لیکن اگر کان میں تکلیف گلے کی خرابی کی وجہ سے ہے تو فوراً گلے کے علاج کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اگر بچہ بہت چھوٹا ہے تو گلیسرین اور شہد ملا کر یا بورک گلیسرین ملا کر بچے کو چٹا دینا چاہیئے۔ وہ خود بخود گلے میں جاکر اثر کردے گی۔ لیکن اگر بچہ ذرا بڑا ہے تو آیوڈین گلیسرین اس کے گلے میں لگانی چاہیئے۔ گلے اور کان کو ٹھنڈی ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ گلے کو آرام ہوتے ہی کان کی تکلیف بھی دُور ہو جائے گی۔

۳۔ پیٹ درد

تیسری بچوں کی عام بیماری پیٹ درد ہے۔ پیٹ میں تکلیف کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ چھوٹا بچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ٹانگیں سکیڑتا ہے، پیٹ سخت ہوجاتا ہے اور بعض اوقات نفخ بھی ہوجاتا ہے۔ جس کا علاج یہ ہے کہ بچے کو فوراً کسٹرائیل دیدینا چاہیئے۔ اور فوری تکلیف دُور کرنے کے لئے سہاگہ یا سوڈا بائی کارب نیم گرم پانی میں گھولکر چمچی سے پلا دینا چاہیئے۔

اگر بچے کو دستوں کی تکلیف ہے تو کیلسیم اور گرگس پاوڈر یا گرائپ واٹر باقاعدہ دینا چاہیئے۔ دودھ ہضم نہ ہونے کی صورت میں تھوڑا سا سوڈا سائٹراس ایک چمچی دودھ میں گھول کر بچے کو دودھ کے فوراً بعد پلا دینا چاہیئے۔ اور اگر بچہ چوسنی پیتا ہے تو اس کے دودھ میں ڈال دینا چاہیئے۔

عام طور پر ہمارے مُلک کے بچوں کی صحت دانت نکالنے کی عمر میں خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ دانت نکالنے کی عمر میں بچوں کو عام طور پر کیلسیم دینا چاہیئے جس کی وجہ سے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں اور بچہ دوسری تمام تکلیفوں سے بچا رہتا ہے۔ اگر بچے کی صحت قائم رکھنی ہو اور اس کو چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے بچا کر رکھنا ہو تو مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

بچے کو ہر ہفتہ ایک دفعہ ضرور کونین دینی چاہیئے جس سے وہ عام طور پر بخاروں سے بچا رہے گا۔ ہر ہفتہ ایک دفعہ کسٹرائیل ضرور دے دینا چاہیئے۔ تیسرے مہینے بچے کو ضرور چیچک کا ٹیکہ لگوا دینا چاہیئے کیونکہ اس میں سُستی بعض دفعہ بچوں کے لیے ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔

اگر بچے کو صحت کے ساتھ موٹا کرنے کا شوق ہو تو زیتون کے تیل کی مالش کر کے گرم پانی میں نمک گھول کر انہیں نہلانا چاہیئے۔ بچے کو روزانہ غسل دینا چاہیئے۔ یہ بچے کو موٹا کرنے کے علاوہ صحت کے لئے بھی اچھا ہوتا ہے۔ غسل کے بعد بچے کا سر تولیے سے خوب اچھی طرح پونچھنا چاہیئے کیونکہ سر میں نمی رہنے کی وجہ سے اکثر اگزیما ہوجاتا ہے جو کہ سخت تکلیف دہ چیز ہے۔

بچے کو ہمیشہ الگ سُلانا چاہیئے کیونکہ ساتھ سُلانے سے بچے کی صحت پر خاص طور پر اثر پڑتا ہے اور وہ بیمار رہنے لگتا ہے۔

ہر عورت کو جس کے گھر میں چھوٹے بچے ہوں مندرجہ ذیل دوائیاں ضرور موجود رکھنی چاہئیں تاکہ معمولی معمولی تکلیفوں کے لئے ڈاکٹر کے پاس نہ جانا پڑے۔ مثلاً کسٹرائیل۔ شہد۔ سہاگہ۔ گلیسرین۔ گرگس پاوڈر۔ گرائپ واٹر۔ بسمتھ۔ سوڈا بائی کارب اور کیلسیم وغیرہ۔

اگر بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی بیماریوں کا علاج گھر میں ہی کر لیا جائے تو ضروری ہے کہ بچے بہت سی بیماریوں سے بچے رہیں اور ان کی صحتیں بھی نمایاں طور پر اچھی رہیں کیونکہ یہی معمولی بیماریاں بڑھتے بڑھتے ایسی خطرناک صورت اختیار کر جاتی ہیں جس کے بعض اوقات بہت بُرے نتائج نکلتے ہیں۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم۔ بی بی ایس

تحریر فرماتے ہیں:۔ میں نے طبیہ عجائب گھر کے بعض مرکبات خود استعمال کئے ہیں اور کئی مریضوں کو استعمال کرائے ہیں اور ان کو بیحد مفید پایا۔ جسکی زیادہ تر وجہ میرے نزدیک یہی ہو کہ طبیہ عجائب گھر کے منتظم اپنے مرکبات کیلئے بہت عمدہ قسم کے مفردات استعمال کرتے ہیں۔ انکا ایک مرکب روح نشاط جو دل کو تقویت دینے میں بےنظیر ہے خصوصاً ایسے مریضوں کے لئے جن کا خون کا دباؤ کم ہو اور طبیعت ہر وقت مضمحل اور گری گری سی رہے یہ دوا بیحد مفید پائی ہے۔ یہ دوائیں اپنے گھر میں استعمال کر چکا ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ان کا نمایاں اثر دیکھا ہے۔ "روح نشاط" قیمت فی چھٹانک چھ روپے نصف پاؤ گیارہ روپے۔ ایک پاؤ بیس ۲۰ روپے +

ملنے کا پتہ:۔ طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس ۲۸۹ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"خداوند مجھے کوریا سے بچا لایا"

ایک امریکن سپاہی کی دردناک کہانی

مترجمہ مسعود حسین صاحب میرٹھی جامعۃ المبشرین ربوہ

میری شمالی کوریا میں قید کی داستان میرے اور سینکڑوں ساتھیوں سے کچھ مختلف نہیں۔ مگر ایک میں ہی خوش قسمت تھا جو وہاں سے زندہ سلامت بچ نکلا اور آج آپ کو آپ بیتی سنانے کے قابل ہوا۔

ہم ۱۴ رجولائی سنہ ۱۹۵۰ء کو کوریا میں فوجی کارروائی کے لئے اترے۔ دو ہی ہفتے میں ہماری ساری بٹالین بکھر گئی اور اکثر سپاہی یا تو مارے گئے یا مجروح ہو گئے۔ اور میں بھی قیدی بنا لیا گیا۔ میں چونکہ طبی شعبے سے متعلق تھا اسلئے غیر مسلح تھا۔ مگر ایک موقع پر ہم لوگ بھی اتنے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ ہم نے اپنے بلّے اُتار پھینکے اور اپنے آہنی ٹوپوں سے ریڈ کراس کے نشان مٹا دیئے اور ہاتھوں میں بندوقیں لیکر لڑائی میں شریک ہو گئے۔ ہماری بٹالین کے تقریباً ایک تہائی سپاہی ایک گھری ہوئی بٹالین کو بچاتے ہوئے کام آ چکے تھے۔ ہم واپس آ رہے تھے کہ جنگ پھر شدت اختیار کر گئی۔ چنانچہ ہمیں پچھلی لائنوں میں جو دریائے کم کے ساتھ ساتھ تھیں واپس بھیج دیا گیا۔

اس وقت گھیرا ہم پر تنگ ہوتا جا رہا تھا اور آخر کار ہم کو بالکل پیچھے ہٹنے کا حکم دیدیا گیا۔ ہمارا ایک ساتھی ایک زخمی کے پاس ٹھہر گیا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس زخمی کی مدد کرنے کے جرم میں اپنی گردن پر دشمن کی سنگین کھا چکا تھا۔ ایک اور فوجی جو پادری بھی تھا اور ایک جاں بلب سپاہی پر جھکا ہوا دعا کر رہا تھا، اس کو بھی سنگین مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ہم میں سے معدودے چند یعنی کُل پندرہ زندہ بچے وہ بھی بالکل گھرے ہوئے۔ ہم نے سوچا کہ اگر ہم چکر کاٹ کر جنوب کی طرف بھاگیں تو امریکن سپاہ سے جا کر مل سکتے ہیں۔ مگر یہ فاصلہ بھی اچھا خاصہ پچیس میل سے کم نہ تھا۔ اور پھر چاولوں کے کھیت، جن میں کہیں کہیں گھٹنوں تک کیچڑ، ہم چلتے چلتے ایک غار کے پاس پہنچے ہی تھے کہ وہاں کچھ کمیونسٹ نظر آئے، انہوں نے فوراً ہم پر گولیاں چلانا شروع کر دیں۔ مجھے تو موت نظر آنے لگی۔ مگر میں فوراً کیچڑ میں منہ کے بل گر گیا اور سانس بند کر لیا گویا مر گیا ہوں۔

فائرنگ ختم ہوتے ہی کچھ کورین آئے۔ کسی کے سنگین بھونکی اور کسی کو بندوق کا کندہ مار مار کر دیکھنے لگے کہ کہیں کوئی زندہ نہ ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ مجھے مُردہ سمجھ رہے تھے۔ کیونکہ میں ایک اپنے ہی زخمی ساتھی کے خون میں لت پت تھا۔ وہ یہ سمجھے کہ یہ بھی مر چکا ہے۔ ایک نے مجھ پر چڑھ کر میری پیٹی کھول لی۔ دوسرے نے میرے بُوٹ بھی اُتار لئے (اس کے بعد سے آزاد ہونے تک مجھے کوئی جُوتا پہننے کو نہیں ملا اور سارا سفر تقریباً چار سو میل پیدل ہی کیا)

میں اپنے مُردہ ساتھیوں میں پڑا ہوا تھا۔ خوف کے مارے دم نکل رہا تھا۔ بہر حال چپکے چپکے میں نے اپنے چہرے پر خوب کیچڑ مل لی اور غروب آفتاب تک وہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑا رہا۔ سورج ڈوبا تو میں نے تلاش کیا کہ شاید کوئی دوست زندہ ہو۔ چنانچہ تین اور ساتھی زندہ نکلے۔ ہم نے وہیں کیچڑ کا سڑا ہوا پانی پیا اور پھر کچھ دور پیچھے پہاڑیوں میں چھپنے کے لئے چلے گئے۔ ہمیں ابھی تک کچھ کھانے کو نہیں ملا تھا۔ آخر گھاس کھانا شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیمار ہو گئے۔ چار دن بعد ہم باہر نکل آئے۔ خوب بائیبل پڑھی اور درود کہ دعائیں مانگیں اور اس سے بہت اطمینان بھی حاصل ہوا۔ چار دن ہو چکے تھے کچھ کھانے کو نہیں ملا تھا۔ بھوک اتنی شدید تھی کہ اس وقت کھانا حاصل کرنے کے لئے موت کی بھی پرواہ نہ تھی۔ مگر میرے ساتھی چلنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ آخر میں اکیلا ہی چل پڑا۔ حتٰی کہ میں ایک کسان کے پاس پہنچا اور اس سے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ پہلے تو اس نے کچھ نہ دینا چاہا مگر بہت اصرار پر وہ مجھ کو اپنی جھونپڑی میں لے گیا۔ وہاں اس کی بیوی نے کچھ جنگلی کھمبیاں لاکر دیں، میں نے سب کی سب کھا لیں اور خوب پیٹ بھر لیا۔ وہ کسان مجھے جلدی چلے جانے پر زور دے رہا تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے پھر چل پڑا۔ ابھی ایک پہاڑی سے نیچے نکلا ہی تھا کہ دو کورین بھاگتے ہوئے میری طرف آئے۔ گو وہ غیر فوجی لباس میں تھے مگر بندوقیں ان کے پاس تھیں اور دستی بم بھی لٹک رہے تھے۔ میں جھٹ کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب سنگینیں لگیں کہ اب لگیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ نزدیک آتے ہی ایک نے میرے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور پوچھا کہ کیا میں جاپانی زبان جانتا ہوں؟ میں نے کہا بہت تھوڑی۔ پھر اس نے پوچھا کہ میں جنرل میک آرتھر کو کیسا سمجھتا ہوں؟ مصیبت کا مارا تو تھا ہی، میں نے جھٹ کہہ دیا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا۔ پھر اس نے ٹرومین کے متعلق یہی سوال کیا، میں نے بھی پھر وہی جواب دے دیا۔ وہ مجھے ٹائجون لے گئے اور P.O.W. کیمپ میں بھیج دیا۔ راستہ بھر مجھے میرے ساتھی یاد آتے رہے اور ان کی دردناک موت کا سانحہ جن کی اب میں کوئی مدد نہ کر سکتا تھا، یاد کر کے رونا آتا تھا۔

ٹائجون کے اس کیمپ میں قریباً ۷۰ اور امریکن بھی تھے جن میں سے ۲۵ تو زخمی تھے اور وہ ڈاکٹری توجہات سے یکسر محروم تھے۔ چنانچہ میں ہی وردیوں کو پھاڑ پھاڑ کر جہاں تک ہو سکتا تھا مرہم پٹی کر دیتا تھا۔ نہ خوراک کافی ہی تھی اور نہ اچھی ہی۔ صرف چاولوں کے گول سے تین لڈو ہمیں دن بھر کے لئے ملتے تھے۔ سنتری سخت کولے تھے، ان کا سلوک بھی اچھا نہ تھا۔ اس کیمپ میں میری ایڈورڈ سلیڈن (Edward Slayden) سے ملاقات ہوئی اور جلد ہی بہت گہرے دوست بن گئے۔ پانچ دن بعد ہمیں کہا گیا کہ تمہیں اب ریل گاڑی کے ذریعہ سیوؤل بھیجا جائے گا، وہاں سے ہوائی جہاز پر امریکہ بھیجدیا جائے گا۔ میں اسے جھوٹ سمجھتا تھا مگر کئی ایک نے یقین کر لیا۔ یہی ایک طریقہ تھا کہ کمیونسٹ لوگوں کی ہمتیں توڑ رہے تھے۔ وہ آپ کو ماریں گے، پیٹیں گے، بھوکا رکھینگے اور جب آپ بالکل مرنے کے قریب ہو جائیں گے تو امید کی ایک جھلک دکھا دینگے۔ پہلے تو آپ کی کمر سہلائیں گے اور پھر یکدم اٹھا کر گڑھے میں پھینک دیں گے اور آپ ہمیشہ کے لئے ناامید ہو جائیں گے۔ بہرحال جیسا کہ میں سمجھتا تھا گاڑی نے نہ آنا تھا اور نہ آئی اور ہمیں پیدل ہی چلنا پڑا۔ تقریباً ۵۰ یا ۶۰ آدمی چل سکتے تھے۔ ابھی سفر شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ ہمارا راشن تین سے گھٹا کر ایک لڈو روزانہ کر دیا گیا۔ ایک دن دوران سفر میں ایک درخت میں کچے آڑو نظر آئے۔ ہم لوگ بھوکے تو تھے ہی ان پر ٹوٹ پڑے مگر انہوں نے بعد میں سخت تکلیف دی، تقریباً سب کو پیچش ہو گئی اور کمزوری کی وجہ سے چلنا بھی دوبھر ہو گیا۔ مجبوراً چلتے ہی جا رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ زخمی یا بیمار اشخاص کو سڑک کے کنارے ہی چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے پہرے دار راستہ بھر پیٹتے جاتے تھے، اور پیچش تھی کہ بڑھتی ہی جاتی تھی۔ "اوسان" سے باہر ہمیں ریل گاڑی میں بٹھا دیا گیا اور "سوؤن" بھیج دیا۔ ہم "ٹھانچون" سے جو ۷۰۰ نفر چلے تھے میرا خیال ہے کہ صرف ۴۰۰ تک زندہ سلامت پہنچ سکے۔ آخرکار ہم سیوؤل پہنچے اور وہاں ہمکو مزید ۳۰۰ امریکیوں کیساتھ قید میں رکھ دیا گیا۔

ابھی ایک سفر اَور باقی تھا۔ آنے کے فوراً ہی بعد ہمیں سیوؤل سے جنوب کی طرف پھر چلنا پڑا۔ اِس دفعہ منزل مقصود جنوبی کوریا کا صدر مقام "پیانگ یانگ" تھا۔ سیوؤل کے ۹۸۲ امریکیوں میں سے صرف ایک سو پیانگ یانگ پہنچ سکے۔ سب سے بڑی مصیبت جس نے اِس سفر کو اَور بھی دُشوار بنا دیا تھا یہ تھی کہ ہمیں راستے میں کھیت اور کہیں کہیں باغ نظر آتے تھے جن میں عمدہ عمدہ پھل لدے ہوتے تھے مگر کمبخت پہرے دار ہمیں ان کو چھونے تک کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ گاہے گاہے آرام کے وقفہ میں (جو اس وقت ہی ہوتا تھا جبکہ پہریدار خود تھک کر چلنے سے معذور ہو جاتے تھے) ہم میں سے جو اچھے ہوتے اپنے فوت شدہ بھائیوں کو دفن کرنے میں لگ جاتے۔ اِدھر ہم ان کی قبروں کے سرہانے شاخوں سے بنائی ہوئی صلیبیں گاڑتے تھے اُدھر کمیونسٹ آکر ان کو ٹھوکروں سے اُکھاڑ پھینکتے۔ ہم دُعائیں مانگتے تو وہ ہم پر ہنستے۔ ابھی پیانگ یانگ نہیں پہنچے تھے کہ ایڈورڈ سلیڈن ایک کھیت میں کچھ کھانے کے لئے لپکا۔ سنتری نے اس پر گولی چلا دی اور وہ بیچارہ بُری طرح زخمی ہو گیا۔ چنانچہ مَیں باقی راستہ اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لے گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اتنی طاقت دے رکھی تھی کہ مَیں خود اپنی اور اپنے ایک عزیز دوست کی جان بچانے کا موجب ہوا۔ ہم "پیانگ یانگ" پہنچ کر جس جگہ ٹھہرائے گئے تھے، کچھ کوریوں نے دستی بم پھینک دیئے ہم نے ان کو پھٹنے سے پہلے ہی اُٹھا کر دُور پھینک دیا۔ وہاں انہوں نے ہماری انجیلیں پھاڑ دیں، ہماری عبادت دیکھ کر وہ ہنستے مگر ہم نے باقاعدہ اپنی عبادت جاری رکھی۔

ایک دن ہمیں بتایا گیا کہ عنقریب ایک اَور مستقل کیمپ میں جو "مانچوریا" کی سرحد کے قریب ہے منتقل کر دیا جائیگا۔ بس پھر کیا تھا کمیونسٹوں نے بیماروں کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا کہ وہ بھی پیدل چلیں۔ انہوں نے ایک ریل گاڑی میں سوار کر دیا۔ ہم میں سے اکثر کے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور نہ ہی جوتا۔ بعض نے بان سے بنے ہوئے جُوتے کہیں کہیں سے حاصل کر لئے تھے مگر اب وہ بھی ٹوٹ چکے تھے۔ رات ٹھنڈی تو تھی ہی ہم لوگ ساری رات سردی میں ٹھٹھرتے رہے۔ ہمارے پہریدار بھی بدل چکے تھے اور یہ نئے سرے سے ہم پر سختی کی آزمائش کر رہے تھے۔ ساری رات گاڑی کبھی آگے چلتی رہی اور کبھی پیچھے۔ سردی کے مارے ہم لوگ منجمد ہوتے جا رہے تھے۔ اکثر آدمی نمونیہ، پیچش اور تکان وغیرہ میں مبتلا ہو ہو کر سدھار چکے تھے۔ صبح ہوئی تو ہم کو ٹرین سے اُتار لیا گیا۔ دن بھر ایک جگہ آرام کیا اور رات کو پھر گاڑی میں سوار کر دیا گیا۔ غرضیکہ اسی طرح دو راتوں میں بمشکل پچیس ۲۵ میل چل سکی۔ تیسرا دن ہوا تو مَیں اپنے ایک دوست کے پاس جو جاپان میں بھی میرے ساتھ رہ چکا تھا، اگلے ڈبوں میں ملنے کے لئے گیا۔ مَیں اُس سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ پہریداروں نے نزدیکی جھونپڑیوں میں کھانے کے لئے جانے کو کہا۔ مَیں فوراً بھاگ کر وہاں پہنچا اور ایک جگہ بیٹھ گیا۔ کچھ لوگ آ رہے تھے۔ بعض اپنی پلیٹیں صاف کرنے لگے۔ ناگاہ ایک گولی چلنے کی آواز آئی اور میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا شخص اپنے چہرے پر گولی کھا چکا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک چیخ نکالے بغیر وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ میں فوراً لیٹ گیا۔ اتنے میں انہوں نے رائفلوں اور مشین گنوں سے کھلم کھلا فائرنگ شروع کر دی۔ لوگوں نے آہ و فغاں شروع کر دی۔ بعض رحم کی اپیل کر رہے تھے مگر بےسود۔ کمیونسٹ کراہتے ہوئے لوگوں کے ٹکڑے کرتے جاتے تھے

میں پہلی گولی چلتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ ایک اور شخص میرے اوپر آگرا تھا۔ اُس نے اپنی جان دے کر میری جان بچا لی۔ وہ اس طرح کہ کمیونسٹوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کا گرم گرم خون مجھ پر بہنے لگا۔ انتہائی خوف کی وجہ سے میرے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکتی تھی گو زبان پر آ کر رہ جاتی تھی۔ میں دیر تک سانس بند کئے پڑا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک خون کا یہ بازار گرم رہا۔ میرے بھی دائیں بازو اور ٹانگ پر زخم آ گئے تھے۔ گولیوں کے بعد کوریین آئے اور انہوں نے سسکتے ہوئے سپاہیوں کو سنگینیں بھونکیں یا کندے مار مار کر سر پھوڑنے لگے۔ میرے سینے پر بھی ایک کی بندوق کا کندہ لگا جس کا نشان کئی ہفتے تک قائم رہا۔ دل ہی دل میں گڑگڑا کر دعائیں کر رہا تھا۔ جب تمام کوریین چلے گئے تو معلوم ہوا کہ چار اشخاص جینے کے قابل ہیں۔ کچھ اور بھی زندہ تھے مگر اس دفعہ ہم اس قابل نہ تھے کہ ان کو بھی اٹھا سکتے۔ ہم چاروں بمشکل ایک پہاڑ تک پہنچے۔ میرے زخموں سے بدستور خون بہہ رہا تھا۔ میں نے اپنی قمیص پھاڑ کر اس پر باندھنا چاہی مگر خون پھر بھی نہ رک سکا۔ مجھے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ اب میں تھوڑی دیر کا مہمان ہوں اور شاید باقی دن بھی نہ جی سکوں گا۔ سہ پہر کے وقت کچھ آوازیں آئیں اور ہم نے سمجھا کہ اب ہم پھر پکڑے گئے۔ وہ پکار رہے تھے کہ "اب آگے آ جاؤ، تم آزاد ہو چکے ہو" ہم اس قدر دھوکے کھا چکے تھے کہ جواب دیتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ مگر جب ہم نے دیکھا کہ وہ پکارتے ہی جاتے ہیں تو میں نے ہمت کر کے جواب دیا کہ اگر آپ لوگ امریکن ہیں تو خود یہاں آ جائیں۔ چند لمحوں بعد ایک امریکن سارجنٹ میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں دوڑ کر اس سے لپٹ گیا۔ ہمیں ایک نزدیکی امدادی کیمپ میں لیجایا گیا اور وہاں سے جاپان بھیج دیا گیا۔ کچھ دن ہسپتال میں گزار کر امریکہ روانہ کر دیا گیا۔

جب میں کوریا پہنچا تھا اُس وقت میرا وزن ۱۶۲ پونڈ تھا۔ اور جب وہاں سے واپس آیا تو ۹۸ پونڈ رہ گیا تھا۔ اب جلدی جلدی اچھا ہو رہا ہوں اور تا دمِ تحریر ۱۴۰ پونڈ ہو چکا ہوں۔ دائیں ہاتھ کے اعصاب ٹوٹ چکے ہیں اور ایک ٹانگ بھی ناکارہ ہو چکی ہے۔ اب میں فوجی کام تو نہیں کر سکوں گا البتہ اس کی تمنا ضرور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری وہ دعائیں جو نہایت کرب و الم کے عالم میں کی گئی تھیں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوئیں۔ خداوند ہی نے محض اپنی قدرت سے مجھے ظالموں کے پنجے سے چھڑایا اور آج میں آپ کو یہ دردناک کہانی سنانے کے قابل ہوا۔ (ریڈرز ڈائجسٹ)

درخواستِ دعا

میرا چھوٹا بھائی محمد کریم نثار ایئر فورس ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے کراچی گیا ہوا ہے۔ مصباحی بہنوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو اس ٹریننگ میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

والسلام

راشدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امریکہ کی احمدی بہنوں کا اخلاص و عمل

از بیگم جناب چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر واشنگٹن

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بیگم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر تحریر فرماتی ہیں:۔ "آپ کی تحریک اور خواہش کو پورا کرنے کی تھوڑی بہت کوشش آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔" ——— سو بہنوں کی دلچسپی کے لئے ان کا بعنوان بالا مضمون درج ذیل ہے:۔ (مدیرہ)

مغربی ملکوں میں امریکہ بہت ہی آزاد اور مغربی معیار کی رُو سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے۔ آزادی کی دوڑ میں یہاں کی عورت مرد کے دوش بدوش بلکہ ایک قدم آگے ہی نظر آتی ہے۔ ایسی آزادی کی رو میں پرورش پانے والی عورت کو اسلام کے زریں اصولوں کی پاکیزہ زنجیروں میں جکڑنا جو نتائج کے لحاظ سے دنیا کے امن اور سلامتی کا منبع ہیں مگر پہلے پہل ان لوگوں کے لئے نہایت ہی عجیب اور اس آزاد زندگی کو ایک محدود دائرہ میں بند کر دینے کے مترادف نظر آتا ہے اور یقیناً بہت بڑی قربانی چاہتا ہے۔

مغربی آزادی اور اسلام

ابھی ہمارے مشن اس ملک میں شریعت کے ہر حکم کے رائج کرنے میں یا یُوں کہوں تو زیادہ صحیح ہوگا کہ شریعت کے بعض احکام کے لئے صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرنے میں اس تسلی بخش معیار پر نہیں پہنچے جو شریعت کا لازمی حصہ ہیں۔

امریکن احمدی بہنوں کی دینی مساعی

امریکہ میں ہماری احمدی بہنوں کی دینی مساعی کا اندازہ ان کی تمدنی مشکلات کے ماتحت کرنا چاہیئے۔ یہاں اکثر تربیتی کاموں میں احمدی عورتیں احمدی مردوں کی طرح ہی مناسب شرعی حدود کے ساتھ دلچسپی لیتی ہیں۔ امریکہ مشن کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے جس کا کام صرف مردوں کی ہی کارگذاری کا نتیجہ ہو۔ ان میں عورتوں کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ ان وجوہات کے ہوتے ہوئے طبعاً یہاں کی مستورات میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ہمیں لجنہ کے ایک علیحدہ ادارہ کی کیا ضرورت ہے؟ گو یہ سوال مَیں نے کہا ہے کہ ایک تو آزادی کی وجہ سے دوسرے اسلام کے ابھی ابتدائی ماحول میں ہونے کی وجہ سے انکے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کی احمدی بہنوں کی خدمات جو انفرادی طور پر تو نہایت اعلیٰ ہیں مگر بحیثیت لجنہ کے ویسے اعلیٰ نظر نہیں آتیں جیسا کہ ہونا چاہیئے اس کے لئے آہستہ آہستہ ذہنیت کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے جو تدریجاً ہی ہوگی۔ سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ ہی غیر معمولی انقلاب پیدا فرمائے۔

امریکن احمدی خواتین کی گھریلو مصروفیات

الٰہی سنت کے مطابق امریکہ مشن کے ممبروں کا طبقہ غرباء کا حصہ ہے جو مرد اور عورت دونوں ہی روزی کمانے کے لئے مجبور ہیں۔ ہماری بہنوں میں سے معدودے چند ہی ہوں گی جو گھریلو زندگی رکھتی ہیں یوں تو ان ملکوں میں عام رواج بھی ہے کہ تمام طبقہ کا ہر بالغ فرد اپنی روزی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود کماتا ہے۔ اگر نہ بھی کمائے تو والدین اپنی اولاد میں اتنی استعداد اپنے فرض کی ادائیگی کا حصہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اولاد کوئی نہ کوئی ایسا ہُنر اپنے رجحان کے مطابق سیکھ جائے۔ جس سے آئندہ وہ خود اپنی روزی آپ پیدا کر سکیں اور کسی کے محتاج نہ ہوں۔ گو عام طور پر یہ بھی غلط ہے کہ ہر عورت ضرور اپنی آمدن رکھتی ہے۔ اگر کسی کا باپ یا کسی کا خاوند اتنا مالدار ہے تو ایسی عورتیں ہمارے ملک کی طرح بیکار گھروں میں پڑی نہیں رہتیں بلکہ وہ رفاہِ عام کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ یا پھر اپنے حالات کے لحاظ سے کچھ عرصہ کام کرتی ہیں پھر چھوڑ دیتی ہیں۔ یہ تو عام صورت حال ہے مگر ہماری احمدی بہنیں قریباً سب ہی مجبور ہیں کہ اس ملک کے ان بڑھتے ہوئے اخراجات والی زندگی کو گذارنے کے لئے اپنے مَردوں کی طرح مزدوری کر کے محنت کریں اسلئے صبح سے شام تک ان کے دن محنت مزدوری میں گذرتے ہیں۔ آٹھ گھنٹے کے کام کے بعد شام کو واپس آکر گھر کا کام کاج ہوتا ہے۔ ہفتہ میں دو دن کی اور بعض حالات میں ایک دن کی چھٹی ملتی ہے۔ اور مشن میں ہفتہ میں تین چار میٹنگوں میں شریک ہوتی ہیں اور اتنی معروف زندگی کے باوجود لجنہ کے پندرہ روزہ اجلاس بھی کرتی ہیں۔ لجنہ کے ماتحت مختلف اوقات میں کسی غیر ملکی معزز مہمان کی آمد پر، عیدین کے موقع پر، شادی بیاہ کی تقریب پر پارٹیوں کا انتظام کرتی ہیں۔ ویسے بھی امریکہ کے عام دستور کے مطابق کبھی دفعہ انسان باہر کھانا کھاتا ہے۔ وہ کھانا اگر کسی وقت مشن میں کھانے کا انتظام ہو جائے تو اس طرح جو فائدہ ہوتا ہے وہ چندہ کی صورت میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کچھ غیر مسلم خواتین بلائی جائیں تو تبلیغ کی تقریب بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکے علاوہ مختلف لائبریریوں میں لٹریچر رکھواتی ہیں، ہسپتالوں میں ٹریکٹ تقسیم کرتی ہیں۔ کچھ سلائی کا کام کر کے یا نہ ا

لگاتی ہیں۔ اس طرح اپنی ضروریات کی چیزیں آپس میں خرید کر لجنہ کا فنڈ مضبوط کیا جاتا ہے۔ ملک کی مسموم فضا سے بچانے کے لئے بچوں کی علیحدہ کلاسز کا انتظام کرتی ہیں جس میں چھوٹی چھوٹی احادیث سناتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے اسلامی مسائل سکھائے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری بہنوں کے لئے چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے انگریزی میں کوئی لٹریچر موجود نہیں جو بچوں کی تربیت میں ممد ہو سکے۔

سالانہ کنونشن اور لجنات

امریکہ مشن کی ہر کنونشن پر مہمانوں کی ضیافت کا انتظام لجنہ کی عورتیں ہی کرتی ہیں۔ اب تک سوائے ایک سال کے ایسا کوئی انتظام نہیں ہو سکا کہ جس بلڈنگ میں ہماری کنونشن ہونے والی ہو وہیں اُسی کے اندر کھانے پکانے کا انتظام بھی ہو سکے۔ اس مجبوری کی وجہ سے ہماری مالی مشکلات ہیں اس کے لئے مختلف بہنوں کے گھروں میں کھانا پکوانا پڑتا ہے۔ عام گھروں میں صرف ایک مکان پر اتنی بڑی مقدار میں کھانا پکانے کا انتظام ہو بھی نہیں سکتا۔ اسلئے بہنیں اپنے گھر میں رات بھر کھانا پکاتی ہیں، پھر صبح کنونشن کی جگہ پر لے آتی ہیں اور نہایت سلیقہ کے ساتھ بروقت کھانے کو تقسیم کرنے کا انتظام کرتی ہیں۔ پہلے بچے، پھر عورتیں اور پھر مرد کھانا کھاتے ہیں۔

اس ضمن میں امریکہ کی اس سہولت کا ذکر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ یہاں پر کاغذ کی پلیٹوں اور کاغذ کے گلاسوں کا استعمال ایسے موقعوں پر برتنوں کے دھونے کی زحمت سے فارغ کر دیتا ہے۔ پھر کاغذ کے تولیہ سے ہی مُنہ ہاتھ صاف کر لیا جاتا ہے اور نہایت آسانی اور صفائی ستھرے طریق پر نسبتاً تھوڑے وقت میں کام ختم ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کنونشن کے موقع پر تین سال سے لجنہ بھی اپنا علیحدہ اجلاس ڈھائی تین گھنٹے کا منعقد کرتی ہے۔ جسمیں چھوٹے چھوٹے مضامین عام مسائل پر اور اسلام کی خوبیوں پر پڑھے جاتے ہیں۔ اور آئندہ سال کے لائحہ عمل پر غور و فکر کیا جاتا ہے اور آئندہ سال گذشتہ سال کی نسبت زیادہ کام کرنے کے عہد پر اجلاس ختم ہو جاتا ہے۔

چند قابلِ رشک انفرادی نمونے

میرا یہ مضمون امریکہ کی لجنہ کی کارگزاری کے بیان کرنے میں ناقص رہے گا اگر میں بعض اُن مخلص بہنوں کی انفرادی کوششوں اور قربانیوں کا ذکر نہ کردوں جن کا اخلاص خود مرکز سے یہاں آنے والوں کے لئے بھی ایمان افزا اور قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ مثال کے طور پر پٹس برگ کی سسٹر علیہ شہید ہیں جو جماعت کی Co-operation سیکرٹری ہیں۔ یہ بہن اپنے گھر میں بعض معمولی ضروریات کی چیزیں، بچوں کے لئے مٹھائیاں وغیرہ خرید کر رکھتی ہیں اور محلہ کے بچے اور بڑے اپنی ضرورت کی چیزیں بجائے بازار کے یہاں سے خریدتے ہیں۔ اور کبھی دُور دُور کے دیہاتوں میں جا کر بکرا وغیرہ ذبح کر کے لاتی ہیں اور پھر گوشت آپس میں ممبر خرید لیتے ہیں اور اسی طرح مرغیاں، سبزیاں وغیرہ بھی اور تمام آمدنی مشن کی مدد کے لئے دیتی ہیں۔

ڈیٹن میں ایک خاتون لطیفہ کریم ہیں۔ یہ ایک اور مشن کی نہایت ہی مخلص بہن ہیں جنہوں نے اپنی تمام جائداد مع مکان اور زمین کے سلسلہ کے لئے وقف کر دی ہے۔ ان کی وقف کردہ زمین پر عنقریب انشاء اللہ مسجد تعمیر ہونے والی ہے۔ نہایت ہی مہمان نواز ہیں اور تحریک جدید کی سیکرٹری بھی ہیں۔ یہیں پر ایک اور بہن امتہ اللطیف ہیں یہ بھی امریکہ کی اعلیٰ مخلص ترین عورتوں میں سے ہیں جو رسالہ مسلم سن رائز کے لئے چندہ جمع کرنے کی سیکرٹری بھی رہی ہیں اور اپنے حلقہ کی لجنہ کی صدر بھی رہی ہیں۔ یہ لجنہ ہماری سب سے زیادہ کام کے لحاظ سے بھی اور رپورٹ کے لحاظ سے بھی باقاعدہ لجنہ ہے۔ رسالہ سن رائز کو جاری رکھنے کے سلسلہ میں نہایت ہی اعلیٰ کام کرتی ہیں۔ ان کی مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں جو عطایا کی صورت میں جماعت سے وصول کرتی ہیں اب تک رسالہ مسلم سن رائز جاری ہے۔ ورنہ سلسلہ کی طرف سے جو امداد ملتی ہے اس میں یہ رسالہ ہرگز جاری نہ رہ سکتا۔

سینٹ لوئیس میں ہماری بہن مسز سعیدہ صاحبہ کے متعلق اکثر بہنوں کو معلوم ہوگا کہ ان کی شادی مکرم چوہدری شکر الٰہی صاحب مبلغ سلسلہ سے ہو چکی ہے۔ یہ بہن ⅓ حصہ کی موصیہ ہیں۔ اسلام سے محبت اور اخلاص حد درجہ رکھتی ہیں۔ اور اشاعتِ لٹریچر کا قابلِ تعریف کام کرتی ہیں سینٹ لوئیس سے شائع ہونے والے اکثر ہینڈ بل انہیں کی محنت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح انڈیانا پولس میں ہماری ایک بہن علیہ علی جب سے امریکہ میں لجنہ اماء اللہ قائم ہے اب تک جنرل سیکرٹری رہی ہیں اور اپنے مشن کو اس خوبی سے چلاتی ہیں کہ باوجود چھوٹا سا مشن ہونے کے عملی طور پر ہر لحاظ سے اخلاص کے اچھے معیار پر پورا اُترتا ہے۔

صحیح یہ ہے کہ انڈیانا پولس کا پورا مشن ان کی محنت اور خدمتِ اسلام کے جذبہ کی بناء پر اس وقت چل رہا ہے۔

نیویارک میں ہماری ایک بہن سکینہ نصرت ہیں۔ یہ ہماری اُن احمدی خواتین میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں جن کو محض اسلئے کئی دفعہ مختلف ملازمتوں سے برخواست کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے دفتری اوقات میں ایسا نیم عریاں لباس کیوں نہیں پہنتیں جیسا یہاں کا دستور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ یا سر پر کپڑا کیوں باندھتی ہیں۔ یا دوسرے آدمی کو اس قدر تکلف کے ساتھ جواب نہیں دیا جاتا جیسا کہ مغربی ممالک کے دفاتر کے آداب کا قاعدہ ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اُس کے فضل سے اس مادی دُنیا کے بڑھتے ہوئے بجسیہ شیطنت کے مقابلہ میں انہیں لوگوں میں سے ایسی پاکیزہ رُوحیں جو اسلام اور احمدیت کے لئے اخلاص اور محبت رکھنے والی اور خدا کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں پیدا کی ہیں، وہاں اس سے یہ بھی دُعا ہے کہ یا اللہ! تو نے جس طرح باوجود ہماری نالائقیوں کے ہمیں اپنے دین کی خدمت کے لئے چُنا ہے اسی طرح تو ہی اپنی رحمت سے ان ناچیز کوششوں کو قبول فرما کر اپنے فضل و رحم کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی شاندار فتح کو ہمارے ساتھ وابستہ کر دے۔ آمین ثم آمین۔

(حاجیہ امۃ الحفیظ از واشنگٹن - امریکہ)

نمایاں کامیابی

مکرم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرزا بزم درویشاں

چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ درویش کی امتحان فاضل میں

شاندار طور پر کامیاب ہوئے

امسال ہمارے دو درویش مکرم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب و چوہدری مبارک علی صاحب لکھنؤ یونیورسٹی کے امتحان فاضل میں شامل ہوئے تھے لکھنؤ یونیورسٹی میں امسال فاضل (دینی) میں کُل ۲۳ طلباء شامل ہوئے تھے۔ جن میں اکثر دیوبند کے فارغ التحصیل معمر طلباء تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دونوں درویش بھائی یونیورسٹی میں علی الترتیب اوّل اور دوئم رہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب ہی فسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے اور اوّل رہے اور چوہدری صاحب موصوف فسٹ ڈویژن سے صرف چار نمبر کم حاصل کرتے ہوئے دوئم رہے۔ بارکھم اللہ تعالیٰ۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو بہترین رنگ میں سلسلہ کی خدمت کا موقع عطا فرمائے فقط۔ والسلام

خاکسار۔ یونس احمد اسلم قریشی منیجر ماہنامہ "درویش" قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت

نصرت قیوم بٹالوی

موت کے بے رحم ہاتھوں نے آپ کو مجھ سے چھین لیا۔ اِس واقعہ کو مُدّت گزر گئی اور دُنیا اِس سانحہ کو دیر سے فراموش کر چکی مگر کیا مَیں آپ کو بھول سکتی ہوں؟

نہیں میری محبت لازوال ہے۔

ایک بیٹی کی محبت جس نے ایک مختصر سا عرصہ باپ کے سائے تلے گزارا اور ہمیشہ کے لئے شفقتِ پدری سے محروم کر دی گئی۔ خواہ صدیاں گزر جائیں بیٹی اپنے باپ کی شفقت کو نہیں بُھلا سکتی۔ دُنیا آج بھی ویسی ہی ہے جیسی کل تھی۔

نیّرِ مشرق آج بھی اُسی طرح اپنی قیام گاہ سے سر نکالتا اور دُنیا کو منوّر کرتا ہے۔

چاند اب بھی بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

اور ستارے آج بھی اُسی طرح آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔

غرضیکہ سب کچھ بالکل پہلے کی طرح ہے۔ مگر مجھے یہ سب کچھ بے کیف معلوم ہوتا ہے۔ میری آنکھیں کسی اور ہی چیز کی متلاشی ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہوتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ ایک دفعہ مَیں بھی کسی کے "ابا" کہہ کر لپٹ جاؤں، کوئی میرے سر پر دستِ شفقت پھیرے اور مَیں دُنیا کے تمام دُکھ درد بھول جاؤں۔

میری آنکھیں آنسو بہا بہا کر تھک چکی ہیں۔ لیکن غم کی تیرہ و تاریک گھٹائیں اب بھی ہر وقت برسنے کو تیار رہتی ہیں۔ آپ کا ذکر ہوتا ہے تو میری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں اور مَیں سوچتی ہوں، مجھے ذرا سا اُداس دیکھ کر خود بھی متفکر ہو جاتے تھے لیکن اب جبکہ مَیں دن رات غم کے اتھاہ سمندر میں ڈوبی رہتی ہوں، آپ کہاں ہیں؟ اُس دُنیا میں کونسی ایسی دلچسپیاں ہیں جن میں اُلجھ کر آپ مجھے فراموش کر چکے ہیں؟

لوگ آپ کو مُردہ خیال کرتے ہیں۔

مگر آپ تو زندہ جاوید ہیں۔

آپ ہر وقت میرے پاس ہوتے ہیں! ___ کیا نہیں؟

جب مَیں تنہا ہوتی ہوں تو مَیں آپکو اپنے پاس دیکھتی ہوں۔

میرے دل کی گہرائیوں میں آپ کی یاد ہر وقت موجود رہتی ہے۔ میری آنکھ سے ٹپکا ہوا ہر اشک آپ کی تصویر لئے ہوئے گرتا ہے۔ مَیں آپ کے سانس کی لطیف خوشبو محسوس کرنے لگتی ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ اب کوئی مجھے یتیم نہ کہے۔

ابّا! اب انتظار کی تاب نہیں۔

اتنی لمبی جُدائی! ___ آپ تو خود بھی میرے بغیر اُداس ہو جایا کرتے تھے پھر یہ سرگرانی کیسی؟ یہ رُوٹھنا کیسا؟ مجھے کوئی آپ کا پتہ بتا دے تو مَیں خود آپ کو منا لاؤں ___ آپ کی منتیں کر کے، آپکے پاؤں پکڑ کر۔

خدا کیلئے مجھے "بیٹی" کہہ کر اپنے سینے سے لگا لیجئے۔ اُسی طرح جس طرح آپ مجھے غمگین دیکھ کر تسلّی دیا کرتے تھے۔ مجھے اُسی شفقت بھری گود میں سکون ملتا ہے۔ مجھے ایک دفعہ "ابا جان" کہہ لینے دیجئے میری سب کلفتیں دُور ہو جائیں گی اور جُدائی کے سب داغ دُھل جائیں گے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مشاعرہ میں شمولیت کی دعوت پر

از جناب مولوی ظفر محمد صاحب ظفر فاضل
پروفیسر جامعہ احمدیہ۔

یارب مشاعر کو نہ اپنا قدم چلے
جب تک دماغ لیکے نہ مضموں اہم چلے

بے سود شاعری میں نہ اپنا گھسے قلم
تائیدِ دینِ حق میں ہمارا قلم چلے

آؤ تو ہم بھی کام کریں تابعین سا!
شرمندگی سی ہوگی اگر اُن سے کم چلے

جس موجِ غم سے شاد ہوئے بندگانِ حق
اے کاش اپنے دل میں وہی موجِ غم چلے

دل ہوں وفورِ نور سے مانندِ کوہِ طور
پھر اُن سے عشق و مہر و محبت کی یم چلے

اُٹھو چلیں بُلاتا ہے خود ساقیٔ الست
پھر کب چلیں گے دوستو گر اب نہ ہم چلے

نذر و نیاز جان ہے شرطِ رضائے دوست
تُف ہے اُس عاشقی پہ جو اِک دو قدم چلے

کتنے ہیں بدنصیب جو عاکف بتوں پہ ہیں
کیا خوش نصیب وہ ہیں جو سُوئے حرم چلے

اُس دن بنے گا دل یہ ہمارا خدا کا گھر
جس دن ہمارے خانۂ دل سے صنم چلے

باقی رہے نہ کوئی بھی مشرک جہان میں
یارب! جہانِ شرک پہ کچھ ایسا بم چلے

دھوکا سا ہے تمام ہوائے سراب وجود میں
ہشیار ہیں تو وہ ہیں جو سُوئے عدم چلے

قسمت نہ تھی ہماری کہ ہم شادکام ہوں
ہم محفلِ حبیب سے ہیں مُتّہم چلے

پیارے، تری ہی یاد میں تیرا ظفر رہے
جب تک کہ جاں میں جاں رہے اور دم چلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ اللہ والوں کی باتیں......

پیش کردہ
انور سلطانہ صاحبہ لاہور

۱۔ طاؤس یمانی ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے باہر بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی اونٹنی پر سوار ہمت کرکے آیا۔ اُس وقت نماز کا وقت تھا۔ اُس نے اُتر کر اپنی اُونٹنی کے گھٹنے باندھ کر خدا کے سپرد کیا اور خود نماز پڑھنے مسجد حرام میں چلا گیا۔ اتنے میں ایک چور کا اُدھر سے گذر ہوا۔ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اُس نے چُپکے سے اونٹنی کھولی اور فَو دو گیارہ ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد جب وہ اعرابی مسجد حرام سے باہر نکلا تو اونٹنی کو غائب پایا۔ کافی تلاش کے بعد جب تھک ہار بیٹھا تو آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہنے لگا۔

"اللہ میاں! میری اونٹنی تیری ہی حفاظت میں سے چوری ہوگئی ہے، لا میری اونٹنی کہاں ہے؟"

وہ اعرابی اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص جبلِ ابو قبیس کی طرف سے ایک ہاتھ میں اونٹنی کی مہار تھامے چلا آرہا ہے۔ اُس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور اُس کا داہنا ہاتھ کٹا ہوا گردن سے بندھا تھا۔ اُس شخص نے اونٹنی کی مہار اعرابی کے ہاتھ میں دیدی۔ اعرابی پہلے تو بہت حیران ہوا۔ بعد میں اُس شخص سے پوچھا کہ تم کون ہو اور پھر ایسی حالت کا سبب دریافت کیا۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ اشد ضرورت کی بناء پر جب میں آپ کی اُونٹنی چرا کر جبلِ ابو قبیس کے پاس سے گذر رہا تھا تو مجھے ایک تیز رفتار شہسوار ہوا میں پرواز کرتا ہوا دکھائی دیا۔ اُس نے مجھے روک لیا اور میرا داہنا ہاتھ کاٹ کر گردن سے باندھ کر کہا کہ ابھی فوراً واپس جا کر اُونٹنی اُس کے مالک کو واپس کر دو۔

۲۔ علقمہ بن اسود کا بیان ہے کہ عامر بن قیس سے بہتر نماز پڑھنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ جس مسجد میں آپ نماز پڑھا کرتے تھے وہاں شیطان خونخوار اژدہا کی صورت میں داخل ہوتا۔ تمام نمازی ڈر کے مارے مسجد سے نکل جاتے مگر حضرت عامر بدستور اپنی نماز میں مصروف رہتے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ نماز میں مشغول تھے کہ شیطان حسبِ عادت مسجد میں داخل ہوا اور آپ کی قمیص میں چڑھ کر گریبان سے مُنہ نکال کر اِدھر اُدھر زبان کو حرکت دینے لگا۔ مجھ سے یہ ہیبتناک نظارہ نہ دیکھا گیا اور ڈر کے مارے مسجد کے ایک گوشے میں چُھپ گیا۔ آپ جس وقت نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا حضرت آپ کو اس سانپ سے ڈر نہیں لگتا؟ جواب دیا کہ ہم خدا کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتے۔

۳۔ حجاج بن یوسف نے قتل کے ارادہ سے حضرت خواجہ حسن بصری ؒ کو گرفتار کرنے کے لئے دو پیادے روانہ کئے۔ اِس بات کی خبر کسی نہ کسی طرح حضرت خواجہ صاحب ؒ کو بھی جا پہنچی۔ خواجہ صاحب ؒ دوڑے ہوئے حضرت حبیب عجمی ؒ کے پاس آئے اور سب حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ مجھے کسی ایسی جگہ چُھپا دو جہاں وہ پیادے مجھے نہ پا سکیں۔ حضرت حبیب عجمی ؒ نے اُن کو ایک حجرہ بتلا دیا۔ آپ ؒ وہاں نماز میں مشغول ہو گئے۔ پیادوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب ؒ حضرت حبیب عجمی ؒ کے مکان پر ہیں تو وہ ان کے مکان پر آئے اور خواجہ صاحب ؒ کے بارے میں استفسار کیا۔ حضرت حبیب عجمی ؒ نے فرمایا کہ ہاں وہ مکان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندر ہیں۔ اس پر وہ پیادے مکان کے اندر داخل ہوئے مگر انہوں نے خواجہ صاحبؒ کو کہیں بھی نہ پایا اور واپس چلے گئے۔ اتنے میں حضرت خواجہ صاحبؒ باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے آپ نے پیادوں کو میری یہاں موجودگی کی اطلاع کیوں دی۔ حبیب عجمیؒ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹ بولتا تو تمہاری خیریت نہ تھی۔

(۴) حضرت معاویہؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں عامرؒ بن قیس کو شہر بدر کر دیا۔ عامرؒ بن قیس شہر سے دور جنگل میں ایک پہاڑی پر چلے گئے۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اس پہاڑی پر نصرانیوں کا ایک عبادت خانہ بھی تھا جہاں ایک راہب ہر وقت رہتا تھا۔ راہب نے آپ کو دیکھ کر پوچھا۔ "تم کون ہو" حضرت عامرؒ نے جواب دیا "مسافر ہوں"۔ راہب نے آپ سے کہا "اگر تمہیں رات گذارنی ہے تو عبادت خانے کے اندر چلے آؤ۔ یہ پہاڑی درندوں کا مسکن ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو ہلاک کر ڈالیں"۔ حضرت عامرؒ نے جواب دیا۔ "تم نصرانی ہو اور میں مسلمان، تم مجھے یہیں پڑا رہنے دو"۔ الغرض رات ہو گئی اندھیرا پھیلنے لگا۔ راہب نے عبادت خانے کا دروازہ بند کر لیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو راہب نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ وہ مسافر زندہ ہے یا درندوں کا لقمہ بن چکا ہے۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر محوِ حیرت ہو گیا کہ حضرت عامرؒ نماز میں مشغول ہیں اور آپؒ کے گرد چار شیر ٹہل رہے ہیں۔ حضرت عامرؒ نے نماز سے فارغ ہو کر شیروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اگر تم خدا کے حکم سے مجھے پھاڑ کھانے کو آئے ہو تو بسم اللہ میں حاضر ہوں ورنہ جاؤ اپنی راہ لو۔ میری نماز میں خلل انداز نہ ہو"۔

یہ سنتے ہی چاروں شیر چل دیئے۔ صبح ہوئی راہب عبادت خانہ سے نکل کر حضرت عامرؒ کے قدموں پر گر پڑا اور پوچھنے لگا کہ "آپ کون صاحب ہیں؟" حضرت عامرؒ نے جواب دیا کہ "میں ایک نہایت گنہگار اور خطاکار بندہ ہوں۔ خلیفۂ وقت نے بعض تقصیرات کی بناء پر مجھے شہر بدر کر دیا ہے"۔ راہب نے کہا۔ "اللہ اللہ! جب گنہگار اور خطاکار لوگوں کی یہ کرامت و منزلت ہے تو اطاعت شعار اور فرمانبرداروں کی کیا شان ہوگی"۔ رو پڑا اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔

(باقی)

جواہر پارے

(پیش کردہ حافظ بدر الدین صاحب متعلم جامعہ احمدیہ)

۱۔ مستقل مزاجی وہ چٹان ہے جس کے ساتھ دُکھ کے سمندر کی لہریں ٹکرا کر شرمندگی سے واپس چلی جاتی ہیں۔

۲۔ محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں اور سُست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

۳۔ سب سے طاقتور انسان وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔

۴۔ توبہ کے بھروسے گناہ کرنا اوّل درجہ کا پاگل پن ہے۔

۵۔ سب سے قیمتی موتی میٹھے الفاظ ہیں۔

۶۔ انسان کی عزت و بے عزتی، ترقی اور تنزل اور نیک نامی اور بدنامی اسکے طریقِ گفتگو پر موقوف ہے۔

۷۔ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے بھی برا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ مصباح

مصباح اپریل ۱۹۶۰ء میں کپڑوں کے داغ دُور کرنے کا طریق دریافت کیا گیا تھا ذیل میں وہ طریق درج کیا جاتا ہے۔

لیموں کا عرق، سہاگہ، چُونا، نوشادر اور پٹرول مختلف قسم کے داغوں کو دور کرنے کیلئے بہت مفید ہیں۔ دو ایک انگریزی دوائیاں مثلاً آگزیلک ایسڈ اور ایمونیا بھی بہت کارآمد ہیں۔ ایمونیا وہ گیس ہے جو چُونے اور نوشادر کو ملانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو اگر گرم پانی میں ملا لیا جائے تو وہ ایمونیا کا حل بن جائے گا۔

اب میں چند ایک داغ دھبوں کو دُور کرنے کا طریق لکھتی ہوں۔ اگر کسی کپڑے پر نیلی روشنائی کا داغ پڑ جائے تو اس کو دُور کرنے کیلئے تھوڑا سا آگزیلک ایسڈ پانی میں گھولو اور اس میں کپڑے کو تھوڑی دیر بھگو دو۔ لیموں کا عرق بھی اس کیلئے مفید ہوتا ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں میسر نہ ہوں تو تازہ دھبے پر گیلا چُونا ہی مل دو۔ اور پھر اسکو دھو ڈالو تو داغ اُتر جائے گا۔

پان کی پیک کے دھبے کو دُور کرنا ہو تو کپڑے کو ایمونیا میں تھوڑی دیر کیلئے بھگو دو اسکے بعد اچھی طرح پانی سے دھو ڈالو سُرخ روشنائی کے دھبے کو دُور کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

اگر چائے کا داغ پڑ جائے تو اسکو دُور کرنے کیلئے سہاگہ یا ایمونیا کا استعمال کرو۔ بعض اوقات لوہے کے کیل یا کسی اور زنگ کا داغ کپڑے پر پڑ جاتا ہے تو لیموں کے عرق سے دُور ہو جاتا ہے۔ اگر داغ چکنائی کا ہو تو پہلے اسکے اردگرد پٹرول لگا دو پھر داغ کے اُوپر پٹرول لگا کر ملو۔ اگر ایکدفعہ پٹرول لگانے سے داغ دُور نہ ہو تو دو تین دفعہ یہی عمل کرنے سے دُور ہو جاتا ہے۔ اگر چکنائی کچھ ایسی زیادہ نہ ہو تو جاذب کاغذ اسکے اُوپر رکھ کر استری کرنے سے بھی داغ دُور ہو جاتا ہے۔

مشین پر کام کرنیوالے لوگوں کے کپڑوں پر مشین کے تیل کے دھبے اکثر پڑ جاتے ہیں یہ بھی پٹرول سے صاف ہو سکتے ہیں۔ اگر پٹرول نہ ملے ..... تو مٹی کا تیل بھی کام آسکتا ہے۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ پہلے مٹی کا تیل لگا دو پھر ایسے صابن سے دھو ڈالو تیل کا دھبہ دُور ہو جائے گا۔ (محمودہ بیگم از بڈھیانا)

شہروں کے نام بُوجھیئے؟

مندرجہ ذیل فقروں میں شہروں کے نام پنہاں ہیں انہیں ذرا اپنے دماغ سے نکالیئے تو سہی:۔

۱۔ آم کھانے میں شیریں ہوتا ہے
۲۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے نو شہر ہیں۔
۳۔ آگ رہگیر نے جلا رکھی تھی
۴۔ بشیر احمد گجر اتوار کے دن لاہور پہنچے گا۔
۵۔ محمد اجمل تانگہ پر باغ کو جا رہا تھا۔
۶۔ رب وہی ہے جسکے دربار میں تم ہر روز پانچ دفعہ حاضر ہوتے ہو۔
۷۔ آج بھی رہگیر راستہ میں مجھے ملا تھا۔
۸۔ ناصر احمد صاحب سیال کوٹ پہن کر عدالت میں تشریف فرما ہوتے۔

جوابات

۱۔ ٹمکہ	۵۔ ملتان
۲۔ نوشہرہ	۶۔ ربوہ
۳۔ آگرہ	۷۔ بھیرہ
۴۔ گجرات	۸۔ سیالکوٹ

صرف آپ کی آسانی کے لئے وہ لفظ لکھے جاتے ہیں جن کے درمیان یہ شہر ہیں:۔

۱۔ آم کھانے .... ٹمکہ
۲۔ نو شہر ہیں .... نوشہرہ
۳۔ آگ رہگیر .... آگرہ
۴۔ گجر اتوار .... گجرات
۵۔ محمد اجمل تانگہ .... ملتان
۶۔ رب وہی .... ربوہ
۷۔ بھی رہگیر .... بھیرہ
۸۔ سیال کوٹ .... سیالکوٹ

(امۃ الحی بیگم سیکرٹری لجنہ اماءاللہ گھوگھیاٹ ومیانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بریدہ کاری میں

ایک نازک کونہ

سیاہ جگہ قطع کریں۔ جال اور آؤٹ لائن سفید بنائیں۔
پتے سبز اور پھول پیازی.....

(م۔ص۔ منیر)

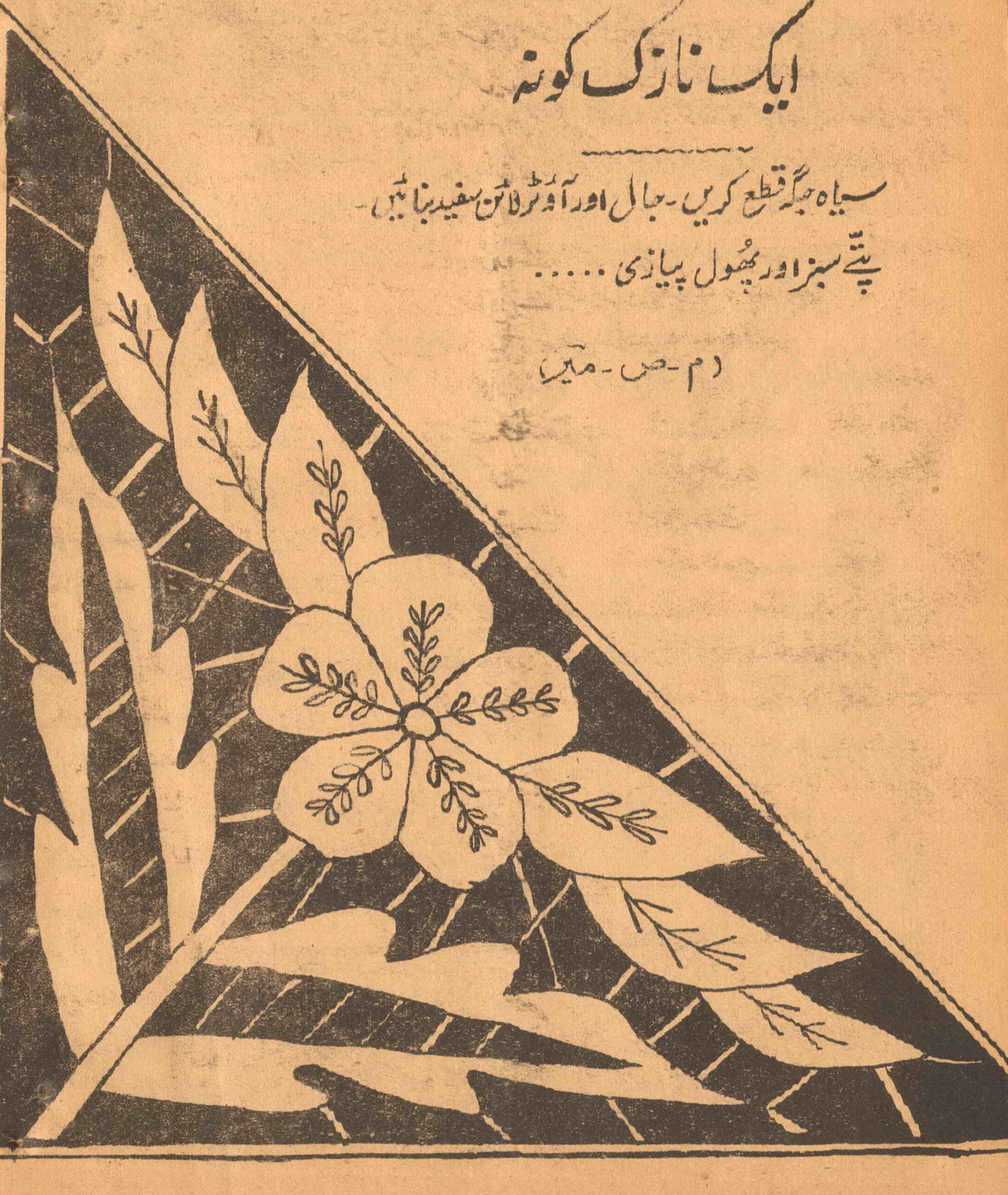

جسم کی صحت دماغ کی روشنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بدبودار چیزیں استعمال کرکے یا جسم کو گندہ رکھ کر مسجدوں اور مجلسوں میں آنے سے منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کے لئے اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ صفائی نہ رکھنا جسم یا کپڑوں کا بدبودار رکھنا نیکی نہیں۔ اگر یہ نیکی ہوتی تو اسلام اس کا حکم دیتا۔ صفائی رکھنا اور خوشبو لگانا عیاشی نہیں۔ اگر ایسا کرنا عیاشی ہوتا تو اسلام اس کا حکم نہ دیتا۔ بیمار ہو کر علاج کرنے سے بہتر ہے کہ انسان بیماری کو آنے سے ہی روکے۔ اور اس کا ایک ہی علاج ہے یعنی صفائی پسندی اور خوشبو کا استعمال۔

خوشبوؤں کے کارخانے عام طور پر ہندوستان میں رہ گئے۔ ایسٹرن پرفیومری کمپنی کے عطر پاکستان میں طیار کئے جاتے ہیں اور ہندوستان سے لائے ہوئے عطروں سے کم قیمت اور خوشبو میں اچھے ہیں۔

مختصر فہرست ذیل میں درج ہے!

نام عطر:۔	چنبیلی	گلاب	خس	حناء	
فی تولہ:۔	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵ ۔ ۲۰	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵ ۔ ۲۰	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵	
نام عطر:۔	گل شبو	کیوڑہ	نرگس شہلا	نجدی	
فی تولہ:۔	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵ ۔ ۲۰	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵	۵ ۔ ۸	۵	
نام عطر:۔	شامِ شیراز	عطر باغ و بہار	حناء عنبری	موتیا	عنبرین
فی تولہ:۔	۵ ۔ ۸	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵ ۔ ۲۰	۵ ۔ ۸ ۔ ۱۵	۸ ۔ ۱۵

جو عطر ہم پانچ روپے تولہ دیتے ہیں وہ دوسرے کارخانوں میں (ہندوستان کا آیا ہوا) آٹھ روپے تولہ بکتا ہے اور جو آٹھ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بارہ روپے تولہ۔ اور جو پندرہ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بیس روپے تولہ اور جو بیس روپے تولہ دیتے ہیں وہ تیس روپے تولہ بکتا ہے۔

سپرٹ کے عطر بھی چنبیلی، گلاب، خس، جونو، الوپون، شامی، ٹیوب روز اور باغ و بہار اعلیٰ قسم کے عہ فی شیشی مل سکتے ہیں۔ خس اور باغ و بہار خاص موسم گرما کے عطر ہیں۔

ملنے کا پتہ

ایسٹرن پرفیومری کمپنی۔ ربوہ ضلع جھنگ

دواخانہ خدمتِ خلق کے مایۂ ناز مجربات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱- ہمدردِ نسواں۔ اسقاطِ حمل اور اٹھرا کا بے نظیر علاج۔ قیمت مکمل کورس -/۱۹ روپے

اکسیر جنین۔ اٹھرا کی گولیوں کے ساتھ اس کا استعمال نہایت ہی فائدہ مند ہے قیمت فی تولہ چار روپے

دوائی فضلِ الٰہی۔ اولادِ نرینہ کے لئے نہایت ہی مفید دوائی۔ قیمت مکمل کورس -/۱۶ روپے

۲- سُرمہ ممیرا خاص۔ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کا تیر بہدف علاج اور بینائی کو طاقت بخشنے والا سُرمہ!

قیمت ۳ ماشہ ۱۵ار۔ ۶ ماشہ ۱؍۸۔ تولہ -/۳ روپے

۳- تریاقِ کبیر (گھر کا ڈاکٹر) ہر قسم کی تیز بیماریوں کا فوری علاج امرت دھارا سے بھی زیادہ مفید۔ ہر گھر میں ایک شیشی ہونی ضروری ہے تاکہ ہر بیماری کا فوری علاج ہو سکے قیمت نمونہ کی شیشی۔ ۸ار درمیانی شیشی ۱۴ار بڑی شیشی ۱؍۸

۴- شباکن۔ ملیریا کی بے نظیر دوائی۔ کونین سے بھی زیادہ اثر رکھنے والی۔ اس سے بہتر اور کوئی دوا نہیں۔

قیمت یکصد قرص ۱؍۸

شفائی۔ شباکن کے ساتھ اس کے استعمال سے تلی، جگر کی اصلاح ہوتی ہے۔ قیمت پچاس گولیاں -/۲ روپے

۵- معجون فوفل۔ سیلان الرحم، لیکوریا کا بہترین علاج۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سفوف جُتند۔ ماہواری خون کا رُک رُک کر آنا، اس کے لئے مفید دوائی۔ قیمت فی تولہ ۱۰ار

معجون کہربا۔ ماہواری خون کے کثرت کے ساتھ آنے کے لئے مفید دوائی۔ قیمت فی تولہ ۸ر

۶- تحسین منجن۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج اور دانتوں کو موتیوں کی طرح صاف رکھنے والا منجن۔ قیمت فی تولہ ۴ر

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق۔ ربوہ ضلع جھنگ